نگارستانِ لطافت



مصنف

استادِ زمن، شہنشاہِ سخن، برادرِ امام اہل سنن

حضرت علامہ حسن رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ

پیشکش
تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com
0092 303 2886671 /makhtarraza1011

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشینِ مفتیِ اعظم ہند، جگر گوشۂ مفسرِ اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خان قادری ازہری** رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

الحمدللہ کہ رسالہ مقدسہ
میلاد مبارک حضور پُر نور شافع یوم النُّشور رحمۃ للعالمین
سید الاوّلین والآخرین شہنشاہ اقلیم رسالت ﷺ مسمّٰی بنام تاریخی

نگارستانِ لطافت

۱۳۰۳ھ

ریختہ کلک متانت سلک طلیق اللسان فصیح البیان
جناب مولانا مولوی حاجی حسن رضا حسنؔ زاداللہ من رضائہ الحسن

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَ عَلٰی آلِہٖ الطَّاھِرِیْنَ وَصَحْبِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَ عَلَیْنَا مَعَھُمْ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

غزل در حمد باری تعالیٰ جل شانہ الاعلیٰ

ہے پاک رتبہ فکر سے اس بے نیاز کا
یاں دخل عقل کا ہے نہ کام اِمتیاز کا

شہ رگ سے کیوں وصال ہے آنکھوں سے کیوں حجاب
کیا کام اس جگہ خردِ ہرزہ تاز کا

لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرے ہوئے
اللہ رے جگر ترے آگاہِ راز کا

غش آگیا کلیم سے مشتاقِ دید کو
جلوہ بھی بے نیاز ہے اُس بے نیاز کا

ہر شے سے ہیں عیاں مرے صانع کی صنعتیں
عالم سب آئینوں میں ہے آئینہ ساز کا

افلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا

اس بیکسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی
شہرہ سنا جو رحمتِ بے کس نواز کا

مانند شمع تیری طرف لَو لگی رہے
دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا

تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

بندے پہ تیرے نفسِ لعیں ہو گیا محیط
اللہ کر علاج مری حرص و آز کا

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کار ساز کا

حمد کی جان اُس نخل بند چمنستان کونین پر قربان جس نے گلشن عالم کو گلہاے رنگا رنگ عنایت فرما کر چمن چمن سیراب وشاداب کیا۔ سروآزاد اُسی کی محبت میں گرفتار، گل کا اُسی کی جدائی میں گریبان تارتار، بلبل اُسی کی جستجو میں شاخ شاخ ڈالی ڈالی متوالی پھرتی ہے، قمری نے اُسی کی محبت کا طوق اپنے گلے میں ڈالا، فاختہ اُسی کی یاد میں کوبکو کُو کُو کرتی ہے۔ جہاں دیکھو جلوۂ ظہور کا نیا رنگ نرالا ڈھنگ ہے۔

تدروماہ کے عشق کی کہاں دُھوم نہیں، پروانہ و شمع کا معاملہ کسے معلوم نہیں، بیماروں کی شفا، اسیروں کی رہائی، ہماری لاج اُسی کے ہاتھ ہے، مالک ہے مختار ہے جسے جو چاہے دے جس سے جو چاہے چھین لے، کسی کو اُس کی سرکار میں مجالِ دم زدن نہیں، جس نے جو پایا یہیں سے پایا، جسے جو ملا یہیں سے ملا، گوہر کو آب، آب کو تاب، شاخ کو گل، گل کو رنگ و بُو، آسمان کو مہر و ماہ، مہر و ماہ کو ضوا اور انسان ضعیف البنیان کو خلعت **لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْۤ اٰدَمَ** (۱) اور تشریف **لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ** (۲) اسی سرکار کا عطیہ ہے۔

---

(۱) اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی۔ پارہ ۱۵، بنی اسرائیل: ۷۰۔
(۲) بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا۔ پارہ ۳۰، التین: ۴۔

خضر والیاس علیہما السلام کو عمر جاوید بخشی، نارِ نمرود اپنے خلیل پر گلزار کی، کلیم کو ید بیضا دیا، مسیح کو لبِ جاں بخش عنایت ہوا، یوسف کو وہ حسنِ جاں فزا ملا کہ جس کا بیان تابِ تحریر و یارائے تقریر سے باہر ہے اور ہم بے کسوں، گناہ گاروں، معصیت کوشوں، خطا کاروں، عصیاں پناہوں، پریشاں روزگاروں کو وہ نبی رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، باعث ایجاد عالم، شافع روز محشر، ساقی کوثر، رہبر رہبراں، ہادی گمرہاں، جان کی جان، ایمان کا ایمان، ٹوٹے دلوں کا سہارا، اُمیدوں کی کرن، بے یاروں کا یار، بے مددگاروں کا مددگار، بے مُونسوں کا مُونس، یتیموں کا وارث، غریبوں کا جائے پناہ، کونین کا بادشاہ، اسیروں کا آسرا، بے ٹھکانوں کا ٹھکانہ، ہر درد کا درماں، ہر دُکھ کا علاج، زندانیوں کا عقدہ کشا محتاجوں کا حاجت روا، بے کلوں کی کل، بے قراروں کا چین، بے چینوں کا قرار، مظلوم کا فریاد رَس، بے بس کا بس، گمراہوں کا راہنما، راہنماؤں کا پیشوا، داد کا دینے والا، فریاد کا سننے والا عطا کیا۔

جس نے ہماری ڈوبتی کشتیوں کو کنارے لگایا، بیٹھے دلوں کو اپنی حمایت کے زور سے اُٹھایا، گدایانِ اُمت نے جو مانگا دیا، دونوں عالم کا بوجھ اپنے ذمہ لیا، بادشاہانِ دَہر اُس کی نظرِ عنایت کے محتاج، خسروانِ عالم اُس کے گدائے پا شکستہ کے دست نگر۔

جو سر ہے وہ اُن کی طرف جھکا ہوا، جو ہاتھ ہے وہ اُن کی طرف پھیلا ہوا، خدا کے پیارے ہیں، دونوں عالم کے تاجدار، مشکلیں آسان کرنا اُن کا رات دن کا کام ہے، دلوں کے ارادوں پر انہیں اطلاع 'ما کان و ما یکون' کے عالم، محبوب ایسے کہ جو ہو گیا جو ہوگا جو ہو رہا ہے اُنھیں کی مرضی پر ہوا، اُنہیں کی مرضی پر ہو رہا ہے اُنھیں کی مرضی پر ہوگا۔ ریگستان میں کون سا ذرّہ ہے جس پر اُس آفتابِ بنی ہاشم کو نظر نہیں، نخلستان میں کون سا پتہ کھڑکا جس کی اُس گل زیبا کو خبر نہیں، دینے والے نے اپنے خزانوں کی کنجیاں دے کر اُنھیں اجازت دے دی کہ جسے جو چاہو دو۔

عالم کا انتظام اُن کے دامن سے وابستہ۔ ممکن ہے جو بے اُن کے حکم کے کسی کو کچھ مل سکے!۔

سخی ایسے کہ خزانوں کے منہ کھول دیے ہیں جب دیکھو سرکار میں اہلِ حاجت کا ہجوم، جُود وعطا کی دُھوم ہے، آٹھ پہر لنگر جاری ہے، جو ہے اُن کے دَر کا بھکاری ہے، اُن کے مراتب کا اظہار غیر ممکن، اُن کے مناصب کا اِنحصار محال۔ ہاں ایک دن آنے والا ہے کہ اُن کی مثل ارفع واعلیٰ کے

دیدار سے محبوں کو شادمانی، منکروں کو پشیمانی حاصل ہو۔

منکر کان کھول کر سن لے جو اس تاجدار **لو لاک لما خلقت الدنیا** کی قدر نہ جانے، مزہ سے آئے اور ابلیس پر تلبیس کا شریکِ حال ہو اس پر اللہ کیا رحمت کرے، جو اس کے محبوب کی تعظیم سے جلے اور اس جناب کو تمام مملکتِ الٰہی کا دُولہا نہ جانے اور اولین و آخرین سے افضل و اعلیٰ اور بہتر وجود و اصل مقصود و خلیفۂ مطلق و مختارِ کل نہ مانے۔

ہاں سنو جس کا دل اُن کی تعظیم سے جلتا ہے، اللہ اس دل کو ہمیشہ جلتا رکھے، خاک میں مل جا ان سے دشمنی رکھنے والے، تیرا غیظ تجھی کو کھائے گا، تیرا غضب تیرا غضب کیا خداے قہار کا غضب تجھ پر ٹوٹے گا بلکہ درحقیقت تو اس وقت بھی قہرِ الٰہی میں گرفتار ہے جو ایسے پیارے آقاے نعمت کی طرف سے تیرے دل ناپاک میں بخار ہے دیکھ اس مرض صعب کا مداوا کر، ورنہ لا علاج ہو کر تجھ کو معرضِ ہلاکت میں ڈالے گا۔

او ناداں! تو یہ جانتا ہے کہ تیری ہرزہ گوئی سے اس شانِ رفیع میں کمی پیدا ہو۔ او دیوانے، عقل و ہوش سے بیگانے! آسمان کا تھوکا منہ میں آتا ہے، چاند پر خاک ڈالنا اپنے ہاتھوں اپنی آنکھوں میں خاک بھرنا ہے، اور اپنے واسطے اس کے انوار میں کمی کرنا۔ معمول ہے کہ چاند نکلتا دیکھ کر سگانِ بے تمیز بھونکنے لگتے ہیں اُن کی صورت کر یہ چاند کو کیا مضرت پہنچا سکتی ہے اپنا ہی مغز کھاتے ہیں۔

مہ فشاند نور سگ عوعو کند
ہر کسے بر خلقت خود می تند(۱)

قرآن مسلمانوں کا ایمان ہے، دیکھ کیا کچھ فضائل ہمارے بادشاہِ اسلام پناہ کے ظاہر کر رہا ہے۔ اگر تو لیاقت نہیں رکھتا تو اتنا ہی سمجھ لے کہ جن پر قرآن نازل ہوا اُن کا مرتبہ درگاہِ احدیت میں کس قدر وجاہت رکھتا ہوگا۔ اگر اب بھی تیرے دل کو وہی خیالاتِ فاسد ورطۂ ضلالت میں ڈالے ہوئے ہیں تو اس دنیا کی آگ میں جل جل کر مشق پیدا کر کہ تجھ کو ہمیشہ اس آگ میں رہنا ہوگا جس سے اللہ نے چاہا تو ہم سراپا معصیت اُن کے قدموں پر مچل مچل کر نجات پائیں گے۔

(۱) چاند روشنی پھیلاتا ہے اور کتا عوعو کرتا ہے۔ ہر کوئی اپنی خوبیوں پر نازاں ہے۔

بندۂ خدا! شیطان کی بیعت توڑ اور جہنم کی راہ سے منہ موڑ، تیرا بُرا عقیدہ تجھی کو لے ڈوبے گا اور اُنھیں کے خدا کی قسم اُنھیں کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔ اُن کی شان کی ارجمندی اُن کے ذکر کی بلندی وہ چاہتا ہے جو اُن کا اور تمام جہان کا مالک ومولیٰ ہے، اُس سے لڑائی ٹھانے کب ہے، تجھ سے ہزاروں خاک کا پیوند ہو گئے، اور اُن کا ڈنکا ہفت آسمان وتمام روے زمین میں بجتا رہا، اور ہمیشہ اسی آفتاب رسالت کا دور دورہ ہے، اور اپنی آتش غیظ میں جلنے والا ابھی کیا جلتا ہے، تجھے مبارک ہو بڑے جلنے کی جس سے بڑھ کر کوئی جلنا نہیں۔

وہ وقت قریب آنے والا ہے کہ اُنھیں ہزاروں زیب وزینت کے ساتھ عرش خدا کی طرف یوں لے چلیں گے جیسے بلا تشبیہ دلہن کو دولہا کی طرف لے جاتے ہیں۔ ملائکۂ ہفت آسمان سواری کے گرد وپیش کافۂ انبیا و مرسلین زیر نشان اولین وآخرین اُن کا منہ تکیں گے، اگلوں پچھلوں میں اُن کے مرتبہ کی دُھوم پڑ جائے گی، موافق مخالف اُنھیں کا دم بھرتے ہوں گے، بزمِ شفاعت کا اُنھیں دُولہا بنائیں گے، گلوخلاصی سیہ کاراں کا سہرا اُنھیں کے سر رہے گا، سب خدا کی رضا چاہتے ہوں گے اور خدا محمد ﷺ کی رضا۔

وہ قیامت کا دن بے شک قیامت کا دن ہے، آفتاب جو پیٹھ کیے ہے اُس دن اِدھر منہ کرے گا۔ اب ہزاروں برس کی راہ پر ہے، اُس دن سروں پر ہوگا۔ شدتِ تشنگی سے زبانیں باہر نکل پڑیں گی۔ سایہ کہیں ڈھونڈھے نہ ملے گا۔ انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہنگامۂ نفسی نفسی گرم ہوگا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اُس بادشاہِ جلیل کو شانِ جلال پسند آئے گی، اُس دن جو عزت اُنھیں بارگاہِ احدیت میں دی جائے گی اُس کی قدر وہ جانیں یا اُن کا خدا رحمٰن تبارک وتعالیٰ۔

اُنھیں عرش کے داہنی طرف مقام بخشے گا یا اپنے ساتھ تختِ عزت پر بٹھائے گا اور وہ جلوس و مجلس سے پاک ومنزّہ ہے۔ آدم وعالم اُن کے زیر نشان ہوں گے، کنجیاں خزائنِ رحمت وابواب جنت کی اُن کے ہاتھ میں دیں گے، جسے چاہیں گے عزت بخشیں گے، جسے چاہیں گے کرامت دیں گے، اولین وآخرین اُن کے قدموں پر اُٹھتے ہوں گے، صفوفِ موقف میں اُن کے عز وجاہ کی ایک دُھوم پڑ جائے گی، اِس کنارے سے اُس کنارہ تک غلغلۂ محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے آسمان گونجتے ہوں گے، کان پڑی آواز نہ سنائی دے گی، گوہر مکنون کی مانند ہزار خدام گل اندام

زرّیں کمر خدمت اقدس میں دوڑتے ہوں گے۔ تمام کارکنان بارگاہِ صمدیت مؤکلان عذاب و ملائکہ رحمت اشارۂ ابرو پر چلیں گے، جہان و جہانیان دم بخود خاموش بادۂ تَرَی النَّاسُ سُکٰرٰی وَ مَا هُمْ بِسُکٰرٰی (۱) سے مدہوش اور حضور تاجِ شفاعت بر سر وحلۂ کرامت در بر مقام تقرب میں بار پا کر سجدہ فرمائیں گے، رب عزت بکمال رحمت اُن سے ارشاد فرمائے گا :

یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأسَکَ وَ قُلْ تُسْمَعْ وَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْهُ.(۲)

اے محمد اپنا سر اُٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔

اور اُمتیں غایتِ خوف وخطر سے کس نازک حالت میں ہوں گی اور ان کی امت مرحومہ کرم و رحمت کے دامن میں چین کرے گی۔

غرض جو اُنھیں اس دن ملے گا کسی کو ملا نہ ملے، پھر اس عظمت جاہ وجلال پر جو تشویش ان کے قلب نازک پر ہوگی اگر ایک ذرّہ اس کا آسمانوں پر رکھا جائے پاش پاش ہو جائیں، ایک شمہ اس کا پہاڑوں کو سنایا جائے ریزہ ریزہ ہو کر خاک میں مل جائیں۔ قربان ان بازوؤں کی ہمت پر جو اس بوجھ اُٹھانے کے قابل ہیں۔

اے عزیز! غور کا مقام ہے، ایک اکیلی جان اور جہان بھر کا سامان، خود محض بے خطا، اپنا غم نہ اندیشہ، اور جنہیں اپنی اپنی فکر ہونی چاہیے، وہ سب ایسے ہوش وحواس باختہ کہ بات منہ سے نکلتی نہیں، نگاہ اوپر اُٹھتی نہیں۔ اگر کچھ فکر کریں بھی تو کیا کر سکتے ہیں، اتنا کوئی نہیں جو گرتوں کو اُٹھائے، پیاس سے دم نکلتا ہے، ایک قطرہ حلق میں ٹپکائے۔ باپ بیٹے سے بھاگتا ہے، بیٹا باپ کو نہیں پہچانتا ہے۔ جن سے کچھ اُمید تھی وہ سب جواب دے چکے، ہاتھ پاؤں چھوٹ گئے، ٹوٹی ہوئی کمریں اور اوپر سے گناہوں کا بوجھ گرے تو اُٹھا نہیں جاتا، پھسلے تو سنبھلنا کیسا۔ اب سب کا بار اُن پر آ پڑا۔

پھر ایک ہو، دس ہوں، ہزار ہوں، لاکھ ہوں، کچھ گنتی نہ شمار۔ وہ گنجان ہجوم کہ پنڈلی سے پنڈلی شانہ سے شانہ چھلتا ہے، لاکھوں منزل کے گرد پھیلا ہوا کہ ہزار بار نظر اُٹھے، تھک رہے، ہرگز کام نہ

(۱) اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہوں اور نشہ میں نہ ہوں گے۔ (پارہ:۱۷، الحج:۲)

(۲) بخاری:۳۰۹۲ میں یہ الفاظ ہیں: یا محمّد ارفع رأسک و اشفع تشفع وسل تعطه. اس کے علاوہ بخاری شریف:۴۳۷۳ اور مسلم شریف:۲۸۷ پر بھی یہ حدیث موجود ہے۔

کر سکے، پھر اس سرے سے اس سرے تک داد ہے، فریاد ہے۔ ارے کمر ٹوٹ گئی، ہائے غضب ٹوٹ پڑا، واویلا کیسی کروں، واحسرتا کیونکر اُٹھوں، میرے مولیٰ میں مر مٹا، آقا میرا دم چلا، پیارے کلیجہ نکل گیا، میں قربان کدھر ہو، اللہ جلد خبر لو، جان لب پر آئی ہے، تاج والے کی دُہائی ہے، اس کے سوا کوئی آواز نہیں اب کس کس کی سنیں، کدھر کدھر جائیں، کیا کیا کریں، کیونکر سب کے زخم دل پر مرہم دھریں، لاکھوں کو وزن اعمال کے لیے لاتے ہیں، میزان کھڑی کی ہے، نامۂ اعمال کھولے جاتے ہیں۔

غزل(۱)

مجرمِ ہیبت زدہ جب فردِ عصیاں لے چلا
لطفِ شہ تسکین دیتا پیشِ یزداں لے چلا

دل کے آئینہ میں جو تصویرِ جاناں لے چلا
محفلِ جنت کی آرائش کا ساماں لے چلا

رہروِ جنت کو طیبہ کا بیاباں لے چلا
دامنِ دل کھینچتا خارِ مغیلاں لے چلا

گل نہ ہو جائے چراغِ زینتِ گلشن کہیں
اپنے سر میں میں ہوائے دشتِ جاناں لے چلا

روے عالم تاب نے بانٹا جو باڑا نور کا
ماہِ نو کشتی پیالا مہرِ تاباں لے چلا

گو زمانے کی کوئی نعمت نہیں مولیٰ کے پاس
پر زمانہ نعمتوں سے بھر کے داماں لے چلا

تیری ہیبت سے ملا تاجِ سلاطیں خاک میں
تیری رَحمت سے گدا تختِ سلیماں لے چلا

(۱) اوّل اشاعت میں یہ غزل نہیں ہے۔

ایسی شوکت پر کہ اُڑتا ہے پھریرا عرش پر
جس گدا نے آرزو کی اُن کو مہماں لے چلا

دبدبہ کس سے بیاں ہو اُن کے نامِ پاک کا
شیر کے منہ سے سلامت جان سلماں لے چلا

صدقے اُس رحمت کے اُن کو روزِ محشر ہر طرف
ناشکیبا شورِ فریادِ اَسیراں لے چلا

ساز و سامانِ گدائے کوے سرور کیا کہوں
اُس کا منگتا سروری کے ساز و ساماں لے چلا

دو قدم بھی چل نہ سکتے ہم سرِ شمشیر تیز
ہاتھ پکڑے رَبِ سَلِّم کا نگہباں لے چلا

دست گیرِ خستہ حالاں دست گیری کیجیے
پاؤں میں رعشہ ہے سر پر بارِ عصیاں لے چلا

وقتِ آخر نا اُمیدی میں وہ صورت دیکھ کر
دِل شکستہ دل کے ہر پارہ میں قرآں لے چلا

قیدیوں کی جنبشِ اَبرو سے بیڑی کاٹ دو
ورنہ جرموں کا تسلسل سُوے زنداں لے چلا

روزِ محشر شاد ہوں عاصی کہ پیشِ کبریا
رَحم ان کو امتی گویاں و گریاں لے چلا

شکل شبنم راتوں کا رونا ترا ابرِ کرم
صبحِ محشر صورتِ گل ہم کو خنداں لے چلا

کشتگانِ ناز کی قسمت کے صدقے جایئے
اُن کو مقتل میں تماشاے شہیداں لے چلا

اخترِ اسلام چمکا کفر کی ظلمت چھٹی
بدر میں جب وہ ہلالِ تیغِ براں لے چلا

بزمِ امکاں کو خدا نے پہلے دیں آرائشیں
پھر مرے دولہا کو سوئے بزمِ امکاں لے چلا

اللہ اللہ صرصرِ طیبہ کی رنگ آمیزیاں
ہر بگولا نزہتِ سروِ گلستاں لے چلا

قطرہ قطرہ اُن کے گھر سے بحرِ عرفاں ہو گیا
ذرّہ ذرّہ اُن کے در سے مہرِ تاباں لے چلا

صبحِ محشر ہر ادائے عارضِ روشن میں وہ
شمع نور افشاں پئے شامِ غریباں لے چلا

شافعِ روزِ قیامت کا ہوں ادنیٰ امتی
پھر حسؔن کیا غم اگر میں بارِ عصیاں لے چلا

آہ ہنگامۂ داروگیر گرم ہے، ہزاروں کو اس تیز تلوار پر چلانے لے چلے ہیں جس کے نیچے کروڑوں منزل تک آگ کی لپٹیں نکلتیں، محلوں برابر چنگاریاں اُڑتیں، پاؤں ڈگمگا رہے ہیں، گرے تو کہیں پتا نہیں اور سہارا دیں تو یہی- اور نہ کوئی خبر گیراں، نہ پُرسانِ حالِ پریشاں۔

جو پار اُتر گئے اُن کا پیاس سے بُرا حال ہے، پانی پلائیں تو یہی پلائیں، اُدھر نہیں جاتے تو خدا جانے آفت رسیدوں پر کیا گزرے، کون سا پلہ بھاری ٹھہرے، اِدھر نہ آئیں تو یہ بے کس بے یار برباد ہو گئے، ٹھکانا نہ لگا رہا ایک اُن کا دم اور جہان بھر کی خبر گیری، اتنا عظیم ازدحام اور اِس قدر مختلف کام اور اس درجہ فاصلوں پر مقام اور اُنھیں کے خدا کی قسم اُنھیں ایک ایک اس سے زیادہ پیارا جیسے ماں کو اکلوتا بچہ۔ دل پر ہمومِ آلام، زبان پر خدا کا نام، آنکھوں سے اشک رواں، ہر طرف بے تابانہ دواں، اِدھر گرتے کو سنبھالا، اُدھر ڈوبتے کو نکالا، یہاں روتے کے آنسو پونچھے، وہاں جلتے کو بجھایا۔

غزل

تمہارا نام مصیبت میں جب لیا ہو گا ❁ ہمارا بگڑا ہوا کام بن گیا ہو گا
گناہگار پہ جب لطف آپ کا ہو گا ❁ کیا بغیر کیا بے کیا کیا ہو گا
خدا کا لطف ہوا ہو گا دستگیر ضرور ❁ جو گرتے گرتے ترا نام لے لیا ہو گا
دکھائی جائیگی محشر میں شانِ محبوبی ❁ کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہو گا
خداے پاک کی چاہیں گے اگلے پچھلے خوشی ❁ خدائے پاک خوشی اُن کی چاہتا ہو گا
کسی کے پاؤں کی بیڑی یہ کاٹتے ہونگے ❁ کوئی اسیرِ غم اُن کو پکارتا ہو گا
کسی طرف سے صدا آئے گی حضور آؤ ❁ نہیں تو دَم میں غریبوں کا فیصلہ ہو گا
کسی کے پلہ پہ ہوں گے وقتِ وزنِ عمل ❁ کوئی امید سے منہ اُن کا تک رہا ہو گا
کوئی کہے گا دہائی ہے یا رسول اللہ ❁ تو کوئی تھام کے دامن مچل گیا ہو گا
کسی کو لے کے چلیں گے فرشتے سوے جحیم ❁ وہ اُن کا راستہ پھر پھر کے دیکھتا ہو گا
شکستہ پا ہوں مرے حال کی خبر کر دو ❁ کوئی کسی سے یہ رو رو کے کہہ رہا ہو گا
خدا کے واسطے جلد اُن سے عرض حال کرو ❁ کسے خبر ہے کہ دَم بھر میں ہائے کیا ہو گیا
پکڑ کے ہاتھ کوئی حالِ دل سنائے گا ❁ تو رو کے قدموں سے کوئی لپٹ گیا ہو گا
زبان سوکھی دکھا کر کوئی لبِ کوثر ❁ جنابِ پاک کے قدموں پہ گر گیا ہو گا
نشانِ خسروِ دیں دُور کے غلاموں کو ❁ لوائے حمد کا پرچم بتا رہا ہو گا
کوئی قریبِ ترازو کوئی لبِ کوثر ❁ کوئی صراط پر اُن کو پکارتا ہو گا
یہ بے قرار کرے گی صدا غریبوں کی ❁ مقدس آنکھوں سے تار اشک کا بندھا ہو گا
وہ پاک دل کہ نہیں جس کو اپنا اندیشہ ❁ ہجومِ فکر و تردد میں گھر گیا ہو گا
ہزار جان فدا نرم نرم پاؤں سے ❁ پکار سُن کے اسیروں کی دوڑتا ہو گا
عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے ❁ خدا گواہ یہی حال آپ کا ہو گا

خدائی بھر اُنہیں ہاتھوں کو دیکھتی ہو گی ❁ زمانہ بھر اِنھیں قدموں پہ لوٹتا ہو گا
بنی ہے دَم پہ دہائی ہے تاج والے کی ❁ یہ غل یہ شور یہ ہنگامہ جابجا ہو گا
مقام فاصلوں پر کام مختلف اتنے ❁ وہ دن ظہورِ کمالِ حضور کا ہو گا
کہیں گےاور نبی اِذْهَبُوا اِلٰی غَیرِی (۱) ❁ مرے حضور کے لب پر اَ نَـا لَهَـا ہوگا
دُعاے اُمتِ بدکار وردِ لب ہو گی ❁ خدا کے سامنے سجدہ میں سر جھکا ہو گا
غلام اُن کی عنایت سے چین میں ہو نگے ❁ عدو حضور کا آفت میں مبتلا ہو گا

میں اُن کے در کا بھکاری ہوں فضلِ مولیٰ سے
حسؔن فقیر کا جنت میں بسترا ہو گا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ
رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَاٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

او غافل بے پرواہ! اُن کی عظمت وشان سے ناآگاہ، اس کا نام 'مقامِ محمود' ہے، اے بڑی شوکت والے تاجدار! حسؔن کی جان تیرے قربان۔

منکروں میں نہ مری جان نکوکاروں میں
صدقے جاؤں ترے میں بھی ہوں گناہ گاروں میں

خدا کے واسطے اس رُسواے عالم کو رُسواے محشر نہ ہونے دینا۔ او لاج رکھنے والے! میری لاج تیرے ہاتھ ہے۔

یَـا رَبِّ صَـلِّ وَسَـلِّـمْ دَائِـمًـا اَبَـدًا
عَـلٰـی حَبِیْبِکَ خَیْـرِ الْـخَـلْـقِ کُلِّهِمِ

اے عزیز! محبت اُس جناب کی عین ایمان بلکہ ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان کی بھی جان ہے۔ یاد پاک واسطۂ نجات کونین وفلاح دارین۔ ارشاد ہوتا ہے :

(۱) بخاری :۳۰۹۲، ۶۹۵۶، ومسلم:۲۸۶،۲۸۷۔

اَلَا لَااِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ .

یعنی جس کے دل میں (میری) محبت نہیں، ایمان نہیں۔

اور فرمایا جاتا ہے :

لاَ یُوْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (۱)

یعنی تم میں سے کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ عزیز نہ ہوں۔

اور قاعدہ کی بات ہے جو جسے زیادہ عزیز رکھتا ہے اسی کا ذکر اسے وظیفہ ہو جاتا ہے :

من احب شیئا اکثر من ذکرہ .

ذکر حضور کے سامنے اور کسی کے ذکر کا کیا ذکر، مگر یہاں بالعکس نظر آتا ہے۔ ؎

بھولے بیٹھے ہیں ہم اُن کو، چاہتے ہیں وہ ہمیں
اُلٹی موجیں مارتا ہے اے حسنؔ دریائے عشق

خیال کی جگہ ہے کہ جو روزِ ولادت سے آج تک ہماری یاد اپنے دل پاک سے فراموش نہ فرمائے، اسے ہم یوں بھلا دیں۔ ہیہات ہیہات! محسن کے احسان کبھی یاد نہ آئیں۔ پیارے نبی ﷺ کا تو خیالِ امت میں یہ حال اور کیفیتِ اُمت دیدنی۔

عمل مولد کہ عمدہ طریقہ یادِ والا کا ہے، اس کے واسطے ربیع الاوّل شریف کو ایسا خاص کر لیا گیا کہ گویا اور کسی مہینہ میں مجلس کرنا روا ہی نہیں۔ جیسے عیدالفطر کے واسطے شوال اور عیدالاضحیٰ کے لیے ذی الحجہ۔ اس خصوصیت بے جا پر ایک اور آفت ہے کہ جو حضرات اس کے عامل ہیں، ان میں سے کوئی بطور رسم بجا لاتا ہے کہ ہمارے باپ دادا مجلسیں کرتے آئے ہیں، ہم نہ کریں گے تو لوگ کیا کہیں گے، کوئی نام کے واسطے اتنا زیر بار ہوتا ہے۔

آہ آہ از ضعف اسلام آہ آہ ❁ آہ آہ از نفس خود کام آہ آہ

(۱) صحیح بخاری: ۱/۲۴ حدیث: ۱۴...... صحیح مسلم: ۱/۱۵۶ حدیث: ۶۳ ...... سنن نسائی: ۱۵/۲۱۱ حدیث: ۴۹۲۷ ...... سنن ابن ماجہ: ۱/۶۷ حدیث: ۶۶۔

یہاں تک تو پھر خیریت تھی۔بعض حضرات خاص مولد کے جواز وعدم جواز میں کلام کرتے ہیں۔کہیں اگر بپاس ملاقات طوعاً وکرہاً جاتے ہیں تو جہاں تک ہوسکتا ہے کہیں بیٹھ بٹھا کر بعد قیام آتے ہیں،شاید کبھی جبراً قہراً آ گئے تو قیام کا نام سنتے ہی جی بیٹھ گیا اُداسی چھا گئی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

یَــا رَبِّ صَــلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَـدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

پھر بہار آئی ، ہوئے سامان پھر میلاد کے
عرش سے آنے لگے تحفے مبارک باد کے

غنچے چٹکے ، گل کھلے ، چلنے لگی بادِ نسیم
رنگ لائے چہچہے پھر بلبل ناشاد کے

حدیث شریف میں ہے حضور اقدس ﷺ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں :

یا جابر ان اللّٰہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ. (۱)

اے جابر! بے شک اللہ نے تمام عالم سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔

---

(۱) المواہب اللدنیہ، بحوالہ عقد الجوہر الثمین فی اربعین حدیثا من احادیث سید المرسلین، امام عجلونی، حدیث:۱۹۔امام الحجہ، رحلۃ المحدثین شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی (۱۱۶۲ھ) نے اس اربعین کی ترتیب (تحصیل سند حدیث کی غرض سے) یوں کی ہے کہ چالیس مشہور کتب احادیث کی سب سے پہلی حدیث اس میں نقل فرمائی ہے، جس کی انیسویں حدیث مصنف عبدالرزاق صنعانی کے حوالے سے 'حدیث نور' ذکر کی ہے۔اب اگر اس حدیث کے تعلق سے امام عجلونی کو کچھ شبہہ ہوتا تو کم از کم ایسی بابرکت کتاب میں اس کے ذکر سے احتراز کرتے کہ جس کی قراءت وسماع سے ہزاروں لاکھوں نے سند حدیث پائی، اور پا رہے ہیں۔(گزشتہ ہفتہ شیخ محمد بن یحیٰی بن محمد الحسینی النینوی الحلمی الشافعی کے بدست ناچیز بھی اس کی قراءت وسماعت کی اجازت سے مفتخر ہوا)۔نیز فضیلۃ الدکتور عیسیٰ بن عبداللہ بن مانع حمیری نے اس حدیث کی تحقیق بلیغ فرمائی ہے، اور الجزء المفقود من المصنَّف میں اس مظلوم حدیث کی داستانِ خونچکاں کھول کے رکھ دی ہے۔نیز اُس سے بھی قبل محقق بے بدل شیخ عبدالقادر ارناؤط اس تعلق سے دلچسپ حقائق آشکار کر چکے ہیں۔

روزِ اوّل کہ آدم وحوا، چاند سورج، زمین وآسمان، کل موجودات، تمام مخلوقات سراپردۂ عدم میں تھی اور وہ نور سراپا ظہور عرشِ معلیٰ پر جگہ پائے ہوئے آئینہ داریِ جمالِ الٰہی میں مصروف تھا۔ بحر قدم کا موجِ اوّلین، نخل کائنات کی اصلِ متین یہی نور ہے۔ اگر کشتی نوح کی آپ ناخدائی نہ فرماتے موجِ تلاطم سے رہائی غیر متصور تھی۔ اور اگر جنابِ خلیل اس امانت کے امین نہ ہوتے تو نارِ نمرود غیرتِ خلد کیونکر بنتی۔ عالم ایجاد میں کوئی شے ایسی نہیں جو حضور کی ذاتِ مستجمع صفات سے بہرہ وَر نہ ہو۔

ذاتِ کریم کنز مخفی تھی، جب منظور ہوا کہ اپنے بندوں کو پیدا کریں، اور اپنی اور اپنے محبوب کی شان جلوۂ ظہور پائے، اپنے نور سے نورِ محمدی ﷺ بنایا، پھر اس نور منور کو جوہر لطیف بنا کر دس ٹکڑے کیے، نو ٹکڑوں سے عرش وکرسی لوح وقلم، جنت ودوزخ، چاند سورج، ملائکہ بنائے، دسویں ٹکڑے سے وہ پیاری پیاری رُوح جلوہ ظہور کی شمع انجمن ہوئی جس کی ادنی چمک سے چودہ (۱۴) طبق روشن ہوجائیں۔ ایک جھلک سے تحت الثریٰ سے عالم بالا تک عالم چراغاں ہو، پھر جبریل امین کو حکم رب العالمین جل شانہ پہنچا کہ سطح خاک پر جا اور جہاں کی خاک پاک دیکھے، لا۔

روحِ اعظم، حکم محکم پا کر زمین پر آئے، اور زمین مکہ سے خاک طلب کرنے لگے، زمین اس طلب کو سن کر اس قدر فرحناک ہوئی کہ خوشی کے سمانے کی گنجائش نہ رہی، اور حالتِ وجد میں شق ہو گئی گویا زبانِ حال سے گویا تھی کہ اے ایسی خوشی کی خبر سنانے والے! میں تیرے قربان، ایسے پیارے محبوب کی طینت پاک کے لیے تو اس افتادہ وخاکسار کی جان حاضر ہے۔

جبریل علیہ السلام وہاں کی خاک لے کر زیرِ عرش پہنچے، پھر اس خاک پاک کو آبِ طہور سے تخمیر کر کے طینتِ حضور بنائی اور اطباق افلاک وزمین میں پھرایا مگر یہ پھرانا اس سبب سے تھا کہ آسمانوں کے بسنے والے اور زمینوں کے رہنے والے آگاہی پائیں کہ یہ سلطانِ کونین محبوب رب المشرقین ہے جس کا سر اس جناب میں جھکا وہ جنابِ باری میں سر بلند ہے، جس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا اُس کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

جب قالب حضرت آدم علیہ السلام بن کر تیار ہوا اور نفخ روح کو حکم کردگار ہوا۔ رُوح اُس کالبد خاکی کو دیکھ کر گھبرانے لگی، جب اس شمع بزم انبیا سے جبین ابوالبشر کی تقدیر چمکی۔ دیکھتے ہی ہزار جان سے قربان ہو کر جسم پاک میں در آئی پھر قوم انسان کا سلسلہ بڑھ چلا یہاں تک کہ وہ آفتابِ عرب اصلابِ طیبہ و ارحامِ طاہرہ (۱) سے نقل کرتا زیبِ بُرج ہاشمی ہو کر چشم و چراغ عبدالمطلب ہوا۔

روایت ہے حضرت عبدالمطلب ایک روز وسادۂ راحت پر محوخواب تھے کہ تقدیر آنکھیں ملتی ہوئی جاگ اُٹھی، ناگہاں عالم رؤیا میں دیکھا کہ ایک شجر سرسبز وشاداب زمین سے اُگا اور طرفۃ العین میں اتنا بلند ہوا کہ آسمان تک پہنچا اور اُس کی شاخیں مشرق ومغرب میں پھیل گئیں اور اُس سے وہ نورِ عظیم چمکا کہ ضیاے آفتاب سے ستر (70) حصہ زیادہ تھا۔ عرب وعجم کو اس کے حضور سجدہ کناں دیکھا اور وہ درخت آناً فاناً بڑھتا اور زیادہ بلند وروشن ہوتا جاتا ہے، کبھی میری نظر سے چھپ جاتا کبھی ظاہر ہو جاتا اور کچھ قریشی لوگ دیکھے کہ اس کی شاخیں پکڑے بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ اس کے قطع وبرید میں ہیں۔

جب وہ اس کے قریب جاتے ہیں ایک جوان کہ اس سے زیادہ خوبصورت اور خوشبودار کسی کو نہ دیکھا تھا اُن کی پیٹھیں توڑ ڈالتا اور آنکھیں نکال لیتا ہے، انہوں نے اپنا ہاتھ بلند کیا کہ اس درخت سے بہرہ یاب ہوں۔ ایک کہنے والا کہتا ہے کہ یہ تو ان کا حصہ ہو چکا ہے جو آگے سے اس تک پہنچ گئے ہیں اور اس کی ڈالیاں پکڑ لی ہیں۔

اس خواب نے وہ مسرت تازہ وفرحت بے اندازہ بخشی کہ نصیب کے ساتھ ہی آنکھ بھی کھل گئی۔ حضرت عبدالمطلب اُٹھے اور کس کیفیت میں کیف بادۂ دیدار سے آنکھیں جھکی ہوئیں، تجلیاتِ پیہم سے دل ایک نور کا پتلا بنا ہوا چشمۂ چشم سے بحر طلعت طور کا کنارہ ملا ہوا، نسیم صبح سعادت سے دامن مراد کی کلیاں کھل گئیں، دونوں جہان کی مرادیں ایک ہی نظارہ میں مل گئیں۔

اس زمانہ میں ایک کاہنہ علم کہانت میں بے مثل تھی۔ حضرت عبدالمطلب نے اس سے ماجرا ے

---

(۱) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لم ازل انقل من اصلاب الطاهرين** یعنی میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا ہوں۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم، جلد۱ص:۵۷) -قادری-

خواب بیان کیا۔ سنتے ہی رنگ رو کے ساتھ ہوش بھی پرواز کر گئے، گھبرا گئی، حواس باختہ ہوئی۔ بولی اگر یہ خواب سچا ہے تو اے عبدالمطلب! تمہاری صلب سے وہ چمکتا آفتاب طلوع کرے گا جس کی ضیا سے گرفتارانِ ظلمت کفر کے دن پھریں گے، جس کی روشنی تحت الثریٰ سے تا عالم بالا پہنچے گی، اور قریب ہے کہ وہ بادشاہِ اسلام پناہ، اُمت پرور، غریب نواز، بے کسوں کا والی، بے یاروں کا حمایتی پیدا ہو جس کی قاہر حکومت عظیم سلطنت مشرق و مغرب کو گھیر لے جس کے حضور تمام سرکشانِ عالم گردن جھکائیں، سلطان و گدا سب اُسی کا دم بھرتے نظر آئیں۔

عبدالمطلب تعبیر سن کر بہت شاد و خرم واپس ہوئے، پھر اس نور پر تو تجلی طور نے پشتِ جناب عبداللہ میں قرار پکڑا۔

لکھا ہے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں: جب میں وادیِ بطحا جاتا ہوں میری پیٹھ سے ایک نور نکلتا ہے اور بشکل چتر میرے سر پر سایہ گستر ہوتا ہے، در ہائے فلک کھلتے ہیں پھر وہ نور سراپا ظہور بسان ابر وہاں جاتا ہے پھر میری پشت میں سما جاتا ہے جس درخت خشک کے نیچے بیٹھتا ہوں ہرا ہو جاتا ہے۔

سچ فرمایا تو نے اے بڑی امانت کے امین! درخت کیوں نہ ہرے ہوں، اس بہار گلزار کونین کا تو نام لیے دل پژمردہ ہرے ہوتے ہیں، آنکھوں میں ٹھنڈک، کلیجہ میں خنکی آتی ہے، مدینہ طیبہ کس کے قدوم کی برکت سے طیب و طاہر ہے، جنت سے پُر بہار باغ پر مدینہ نے کس پھول کے دارالسلطنت بننے سے فضیلت پائی۔

غزل (۱)

کہوں کیا حال زاہد گلشن طیبہ کی نزہت کا
کہ ہے خلدِ بریں چھوٹا سا ٹکڑا میری جنت کا

تعالیٰ اللہ شوکت تیرے نامِ پاک کی آقا
کہ اب تک عرشِ اعلیٰ کو ہے سکتہ تیری ہیبت کا

(۱) اوّل اشاعت میں یہاں یہ غزل تھی۔
عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ ☆ کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ

وکیل اپنا کیا ہے احمدِ مختار کو میں نے
نہ کیونکر پھر رہائی میری منشا ہو عدالت کا

بلاتے ہیں اُسی کو جس کی بگڑی وہ بناتے ہیں
کمر بندھنا دیارِ طیبہ کو کھلنا ہے قسمت کا

کھُلیں اسلام کی آنکھیں ہوا سارا جہاں روشن
عرب کے چاند صدقے کیا ہی کہنا تیری طلعت کا

نہ کر رُسوائے محشر واسطہ محبوب کا یا رب
یہ مجرم دُور سے آیا ہے سن کر نام رحمت کا

مرادیں مانگنے سے پہلے ملتی ہیں مدینہ میں
ہجومِ جود نے روکا ہے بڑھنا دستِ حاجت کا

شبِ اسریٰ ترے جلوؤں نے کچھ ایسا سماں باندھا
کہ اب تک عرشِ اعظم منتظر ہے تیری رحمت کا

یہاں کے ڈوبتے دم میں اُدھر جا کر اُبھرتے ہیں
کنارا ایک ہے نہرِ ندامت بحرِ رحمت کا

غنی ہے دل بھرا ہے نعمتِ کونین سے دامن
گدا ہوں میں فقیر آستانِ خود بدولت کا

طوافِ روضۂ مولیٰ پہ ناواقف بگڑتے ہیں
عقیدہ اور ہی کچھ ہے ادب دانِ محبت کا

خزانِ غم سے رکھنا دُور مجھکو اس کے صدقے میں
جو گل اے باغباں ہے عطر تیرے باغِ صنعت کا

الٰہی بعدِ مردن پردہ ہائے حائل اُٹھ جائیں
اُجالا میرے مرقد میں ہو اُن کی شمعِ تربت کا

سنا ہے روزِ محشر آپ ہی کا منہ تکیں گے سب
یہاں پورا ہوا مطلب دلِ مشتاقِ رویت کا

وجودِ پاک باعثِ خلقتِ مخلوق ٹھہرا
تمھاری شانِ وحدت سے ہوا اظہار کثرت کا

ہمیں بھی یاد رکھنا ساکنانِ کوچۂ جاناں
سلامِ شوق پہنچے بیکسانِ دشتِ غربت کا

حسنؔ سرکارِ طیبہ کا عجب دربارِ عالی ہے
درِ دولت پہ اک میلا لگا ہے اہل حاجت کا

روایت ہے جب حضرت عبداللہ سنِ بلوغ کو پہنچے شاہانِ دَہر و محتشمانِ زمانہ آپ کی طلب میں سرگرم ہوئے۔ بعد بسیار جدوکد حضرت آمنہ سے نامزد کیا، پھر وہ نورِ مبارک صلب پدر سے نکل کر رحم مادر میں جاگزیں ہوا۔

آمنہ پاک فرماتی ہیں: پہلے مہینے میں حضرت آدم، دوسرے میں جناب ادریس، تیسرے میں حضرت نوح، چوتھے میں جناب خلیل، پانچویں میں حضرت اسمٰعیل، چھٹے میں جناب کلیم، ساتویں میں حضرت داوٗد، آٹھویں میں سلیمان، نویں میں جناب عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام مژدۂ ولادت پسر نام وَر سنانے آئے، اور حضرت مسیح نے فرمایا: جب یہ نورِ خدا جلوہ فرما ہو تو اس کا نام پاک 'محمد' رکھنا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور فرماتی ہیں جب میں حاملہ ہوئی، کسی شخص نے مجھ سے خواب میں کہا: تیرے پیٹ میں اس امت کا سردار ہے۔ اور فرماتی ہیں مجھ کو کوئی اَثر حمل کا معلوم نہ ہوا جتنے جتنے دن قریب آتے گئے آواز 'مرحبا' چار طرف سے زیادہ زیادہ آنے لگی۔ اس سے پہلے قریش سخت سخت مصیبتوں میں گرفتار تھے، اشجار و اثمار سب خشک بے ساز و برگی کے سوا کوئی پھولا پھلا نہ تھا، جب حضور بطن مادر میں جلوہ گستر ہوئے سب عُسرت عشرت ہوگئی، بے دست و پائی نے مخلوق سے ہاتھ اُٹھایا، تہی دستی سے ہاتھ خالی ہوئے، شب ولادت عرش جھوما، ستارے زمیں کی طرف مائل، گھر گھر شادی کی رُسوم، ہر طرف مبارکباد کی دُھوم، شورِ مرحبا سے کان پڑی آواز نہ سنائی دی۔

بُشْریٰ لَکُمْ کی صدائیں بلند، درو دیوار پر بہاریں لوٹیں، خزاں وشیطان مقید، نسیم بہار چلی، شاخ شاخ سے گلے ملی۔ فاختہ شور کُو کُو چھوڑ کر منتظر لقا، بلبل ناشاد کے دن پھرے، گل فرطِ مسرت سے پھولے نہ سمائے، کلیوں کی چٹک سے صَلَاۃُ اللّٰہِ وَ سَلَامُہٗ عَلَیْکَ کی آواز آئی، سروِ آزاد منتظر نرگس کو پلک مارنا دُشوار، سحابِ رحمت اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ کہتا گھر آیا، بوندیاں شوقِ دیدار میں درود پڑھتی اُتریں۔ بجلیوں نے سورۂ نور وِردِ زبان کی۔

اے انجمن والو! ہوشیار، با اَدب با نصیب بے ادب بے نصیب، دست بستہ ہو کر درود پڑھو، یہ وقت وہ ہے کہ آفتاب رسالت باہزاراں جاہ وجلال اُفق سعادت سے چمکنے والا ہے۔ گلِ بستانِ نبوت ساتھ سو رنگینیوں کے کھلا چاہتا ہے، جن وانسان وملک، وحوش وطیور چشم براہ، گوش برآواز ہیں۔ انبیاے کرام ومرسلین عظام منتظر کہ کب وہ شمع بزم خلوت رونق انجمن جلوت ہو۔ ملائکہ پرّے جمائے دست بستہ فرطِ ادب سے سر جھکائے اُس نوشاہ کی سلامی کو حاضر۔

اے گدایانِ کوے محمدی صلاۃ وسلام عرض کرو، تمہارے حامی، تمہارے والی، تمہارے یاوَر، تمہارے سرور، تمہارے آقا، تمہارے مولیٰ، تمہارے سردار، تمہارے غم خوار، تمہارے پیارے احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری آتی ہے۔ ہاں اے مشتاقانِ دیدار! آنکھوں کے فرش کرنے کا وقت آ پہنچا، ہاں کشتگانِ فراق کچھ خبر ہے، مژدہ ہو کہ وہ جانِ مسیح، جاں بخش عالم تشریف لاتا ہے۔

غزل(۱)

سر صبحِ سعادت نے گریباں سے نکالا
ظلمت کو ملا عالمِ امکاں سے نکالا

پیدائشِ محبوب کی شادی میں خدا نے
مدت کے گرفتاروں کو زِنداں سے نکالا

---

(۱) اوّل اشاعت میں یہاں یہ غزل ہے۔
کیا مژدۂ جاں بخش سنائے گا قلم آج

رحمت کا خزانہ پئے تقسیم گدایاں
اللہ نے تہ خانۂ پنہاں سے نکالا

خوشبو نے عنادِل سے چھڑائے چمن و گل
جلوے نے پتنگوں کو شبستاں سے نکالا

ہے حسنِ گلوے مہِ بطحا سے یہ روشن
اب مہر نے سر اُن کے گریباں سے نکالا

پردہ جو ترے جلوۂ رنگیں نے اٹھایا
صَرصَر کا عمل صحنِ گلستاں سے نکالا

اُس ماہ نے جب مہر سے کی جلوہ نمائی
تاریکیوں کو شامِ غریباں سے نکالا

اے مہرِ کرم تیری تجلّی کی اَدا نے
ذرّوں کو بلاے شبِ ہجراں سے نکالا

صدقے ترے اے مردمکِ دیدۂ یعقوب
یوسف کو تری چاہ نے کنعاں سے نکالا

ہم ڈوبنے ہی کو تھے کہ آقا نے مدد کی
گرداب سے کھینچا ہمیں طوفاں سے نکالا

اُمت کے کلیجے کی خلِش تم نے مٹائی
ٹوٹے ہوئے نشتر کو رگِ جاں سے نکالا

ان ہاتھوں کے قربان کہ ان ہاتھوں سے تم نے
خارِ رہِ غم پاے غریباں سے نکالا

اَرمان زدوں کی ہیں تمنائیں بھی پیاری
اَرمان نکالا تو کس ارماں سے نکالا

یہ گردنِ پُر نور کا پھیلا ہے اُجالا
یا صبح نے سر اُن کے گریباں سے نکالا

گلزارِ براہیم کیا نار کو جس نے
اُس نے ہی ہمیں آتشِ سوزاں سے نکالا

دینی تھی جو عالم کے حسینوں کو ملاحت
تھوڑا سا نمک اُن کے نمکداں سے نکالا

قرآں کے حواشی پہ جلالین لکھی ہے
مضموں یہ خطِ عارضِ تاباں سے نکالا

قربان ہوا بندگی پر لطفِ رہائی
یوں بندہ بنا کر ہمیں زنداں سے نکالا

اے آہ مرے دل کی لگی اور نہ بجھتی
کیوں تو نے دُھواں سینۂ سوزاں سے نکالا

مدفن نہیں پھینک آئیں گے احباب گھڑے میں
تابوت اگر کوچۂ جاناں سے نکالا

کیوں شور ہے کیا حشر کا ہنگامہ بپا ہے
یا تم نے قدم گورِ غریباں سے نکالا

لاکھوں ترے صدقے میں کہیں گے دمِ حشر
زنداں سے نکالا ہمیں زنداں سے نکالا

جو بات لب حضرتِ عیسیٰ نے دکھائی
وہ کام یہاں جنبش داماں سے نکالا

منہ مانگی مرادوں سے بھری جیب دو عالم
جب دست کرم آپ نے داماں سے نکالا

کانٹا غم عقبیٰ کا حسؔن اپنے جگر سے
امت نے خیال سر مژگاں سے نکالا

غزل(۱)

پرُ نور ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت
پرَدہ اٹھا ہے کس کا صبح شبِ ولادت

جلوہ ہے حق کا جلوہ صبح شبِ ولادت
سایہ خدا کا سایہ صبح شبِ ولادت

فصلِ بہار آئی شکل نگار آئی
گلزار ہے زمانہ صبح شبِ ولادت

پھولوں سے باغ مہکے شاخوں پہ مرغ چہکے
عہدِ بہار آیا صبح شبِ ولادت

پژمردہ حسرتوں کے سب کھیت لہلہائے
جاری ہوا وہ دریا صبح شبِ ولادت

گل ہے چراغِ صرصر گل سے چمن معطر
آیا کچھ ایسا جھونکا صبح شبِ ولادت

قطرہ میں لاکھ دریا گل میں ہزار گلشن
نشوو نما ہے کیا کیا صبح شبِ ولادت

جنت کے ہر مکاں کی آئینہ بندیاں ہیں
آراستہ ہے دنیا صبح شب ولادت

دل جگمگا رہے ہیں قسمت چمک اٹھی ہے
پھیلا نیا اُجالا صبح شب ولادت

(۱) یہ غزل اوّل اشاعت میں نہیں ہے مولانا حسن نے دوسری اشاعت میں اضافہ کیا۔

چکٹے ہوئے دلوں کے مدت کے میل چھوٹے
ابر کرم وہ برسا صبح شب ولادت

بلبل کا آشیانہ چھایا گیا گلوں سے
قسمت نے رنگ بدلا صبح شبِ ولادت

ارض و سما سے منگتا دوڑے ہیں بھیک لینے
بانٹے گا کون باڑا صبح شبِ ولادت

انوار کی ضیائیں پھیلی ہیں شام ہی سے
رکھتی ہے مہر کیسا صبح شبِ ولادت

مکہ میں شام کے گھر روشن ہے ہر نگہ پر
چمکا ہے وہ اُجالا صبح شب ولادت

شوکت کا دبدبہ ہے ہیبت کا زلزلہ ہے
شق ہے مکانِ کسریٰ صبح شبِ ولادت

خطبہ ہوا زمیں پر سکہ پڑا فلک پر
پایا جہاں نے آقا صبح شبِ ولادت

آئی نئی حکومت سکہ نیا چلے گا
عالم نے رنگ بدلا صبح شبِ ولادت

رُوحُ الامیں نے گاڑا کعبہ کی چھت پہ جھنڈا
تا عرش اُڑا پھریرا صبح شبِ ولادت

دونوں جہاں کی شاہی ناکتخدا دولہن تھی
پایا دولہن نے دولہا صبح شبِ ولادت

پڑھتے ہیں عرش والے سنتے ہیں فرش والے
سلطانِ نو کا خطبہ صبح شبِ ولادت

چاندی ہے مفلسوں کی باندی ہے خوش نصیبی
آیا کرم کا داتا صبح شبِ ولادت

عالم کے دفتروں میں ترمیم ہو رہی ہے
بدلا ہے رنگِ دنیا صبح شبِ ولادت

ظلمت کے سب رجسٹر حرفِ غلط ہوئے ہیں
کاٹا گیا سیاہا صبح شبِ ولادت

ملکِ ازل کا سرور سب سروروں کا افسر
تختِ اَبد پہ بیٹھا صبح شبِ ولادت

سوکھا پڑا ہے ساوا دریا ہوا سماوا
ہے خشک و تر پہ قبضہ صبح شبِ ولادت

نوّابیاں سدھاریں جاری ہیں شاہی آئیں
کچا ہوا علاقہ صبح شبِ ولادت

دن پھر گئے ہمارے سوتے نصیب جاگے
خورشید ہے وہ چمکا صبح شبِ ولادت

قربان اے دوشنبہ تجھ پر ہزار جمعے
وہ فضل تو نے پایا صبح شبِ ولادت

پیارے ربیع الاوّل تیری جھلک کے صدقے
چمکا دیا نصیبہ صبح شبِ ولادت

وہ مہر مہر فرما وہ ماہِ عالم آرا
تاروں کی چھاؤں آیا صبح شبِ ولادت

نوشہ بناؤ ان کو دولھا بناؤ ان کو
ہے عرش تک یہ شہرہ صبح شب ولادت

شادی رچی ہوئی ہے بجتے ہیں شادیانے
دولھا بنا وہ دولھا صبح شبِ ولادت

محروم رہ نہ جائیں دن رات برکتوں سے
اس واسطے وہ آیا صبح شبِ ولادت

عرشِ عظیم جھومے کعبہ زمین چومے
آتا ہے عرش والا صبح شبِ ولادت

ہشیار ہوں بھکاری نزدیک ہے سواری
یہ کہہ رہا ہے ڈنکا صبح شبِ ولادت

بندوں کو عیش شادی اَعدا کو نامرادی
کڑکیت کا ہے کڑکا صبح شبِ ولادت

تارے ڈھلک کر آئے کاسے کٹورے لائے
یعنی بٹے گا صدقہ صبح شبِ ولادت

آمد کا شور سن کر گھر آئے ہیں بھکاری
گھیرے کھڑے ہیں رستہ صبح شبِ ولادت

ہر جان منتظر ہے ہر دیدہ رہ نگر ہے
غوغا ہے مرحبا کا صبح شبِ ولادت

جبریل سر جھکائے قدسی پرّے جمائے
ہیں سرو قد ستادہ صبح شبِ ولادت

کس داب کس ادب سے کس جوش کس طرب سے
پڑھتے ہے ان کا کلمہ صبح شبِ ولادت

ہاں دین والوں اُٹھو تعظیم والوں اُٹھو
آیا تمہارا مولا صبح شبِ ولادت

اُٹھو حضور آئے شاہِ غیور آئے
سلطانِ دین و دنیا صبح شبِ ولادت

اُٹھو ملک اُٹھے ہیں عرش و فلک اُٹھے ہیں
کرتے ہیں اُن کو سجدہ صبح شبِ ولادت

آؤ فقیر آؤ منہ مانگی آس پاؤ
بابِ کریم ہے وا صبح شبِ ولادت

سُوکھی زبانوں آؤ اے جلتی جانوں آؤ
لہرا رہا ہے دریا صبح شبِ ولادت

مرجھائی کلیوں آؤ کھلائے پھولوں آؤ
برسا کرم کا جھالا صبح شبِ ولادت

تیری چمک دمک سے عالم جھلک رہا ہے
میرے بھی بخت چمکا صبح شب ولادت

تاریک رات غم کی لائی بلا سِتم کی
صدقہ تجلّیوں کا صبح شبِ ولادت

لایا ہے شِیر تیرا نورِ خدا کا جلوہ
دل کر دے دودھ دھویا صبح شبِ ولادت

بانٹا ہے دو جہاں میں تو نے ضیا کا باڑا
دے دے حسنؔ کا حصہ صبح شبِ ولادت

عرضِ سلام بدرگاہ خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام(۱)

السلام اے خسروِ دنیا و دیں ❁ السلام اے راحتِ جانِ حزیں
السلام اے بادشاہِ دو جہاں ❁ السلام اے سرورِ کون و مکاں
السلام اے نورِ ایماں السلام ❁ السلام اے راحتِ جاں السلام
اے شکیبِ جانِ مضطر السلام ❁ آفتاب ذرّۂ پرور السلام
درد وغم کے چارہ فرما السلام ❁ درد مندوں کے مسیحا السلام
اے مرادیں دینے والے السلام ❁ دونوں عالم کے اُجالے السلام
درد وغم میں مبتلا ہے یہ غریب ❁ دم چلا تیری دہائی اے طبیب
نبضیں ساقط روح مضطر جی نڈھال ❁ دردِ عصیاں سے ہوا ہے غیر حال
بے سہاروں کے سہارے آپ ہیں ❁ حامی و یاور ہمارے آپ ہیں
ہم غریبوں پر کرم فرمایئے ❁ بد نصیبوں پر کرم فرمایئے
بے قراروں کے سرہانے آیئے ❁ دل فگاروں کے سرہانے آیئے
جاں بلب کی چارہ فرمائی کرو ❁ جانِ عیسیٰ ہو مسیحائی کرو
شام ہے نزدیک منزل دُور ہے ❁ پاؤں کیا یاں جان تک رنجور ہے
مغربی گوشوں میں پھوٹی ہے شفق ❁ زردیِ خورشید سے ہے رنگ فق
راہ نامعلوم صحرا پُر خطر ❁ کوئی ساتھی ہے نہ کوئی راہبر
طائروں نے بھی بسیرا لے لیا ❁ خواہش پرواز کو رخصت کیا
ہر طرف کرتا ہوں حیرت سے نگاہ ❁ پر نہیں ملتی کسی صورت سے راہ
سو بلائیں چشمِ تر کے سامنے ❁ یاس کی صورت نظر کے سامنے
ظلمتیں شب کی غضب ڈھانے لگیں ❁ کالی کالی بدلیاں چھانے لگیں

(۱) یہ سلام بھی دوسرے ایڈیشن میں شامل کیا گیا۔

دل پریشاں بات گھبرائی ہوئی ❁ شکل پر اَفسردگی چھائی ہوئی
ان بلاؤں میں پھنسا ہے خانہ زاد ❁ آفتوں میں مبتلا ہے خانہ زاد
اے عرب کے چاند اے مہرِ عجم ❁ اے خدا کے نور اے شمعِ حرم
فرش کی زینت ہے دَم سے آپ کے ❁ عرش کی عزت قدم سے آپ کے
آپ سے ہے جلوۂ حق کا ظہور ❁ آپ ہی ہیں نور کی آنکھوں کے نور
آپ سے روشن ہوئے کون ومکاں ❁ آپ سے پُر نور ہے بزمِ جہاں
اے خداوندِ عرب شاہِ عجم ❁ کیجیے ہندی غلاموں پر کرم
ہم سیہ کاروں پہ رحمت کیجیے ❁ تیرہ بختوں کی حمایت کیجیے
اپنے بندوں کی مدد فرمائیے ❁ پیارے حامی مسکراتے آئیے
ہو اگر شانِ تبسم کا کرم ❁ صبح ہو جائے شبِ دیجورِ غم
ظلمتوں میں گم ہوا ہے راستہ ❁ المدد اے خندۂ دنداں نما
ہاں دکھا جانا تجلی کی اَدا ❁ ٹھوکریں کھاتا ہے پردیسی ترا
دیکھیے کب تک چمکتے ہیں نصیب ❁ دیر سے ہے لو لگائے یہ غریب
ملتجی ہوں میں عرب کے چاند سے ❁ اپنے رب سے اپنے رب کے چاند سے
میں بھکاری ہوں تمہارا تم غنی ❁ لاج رکھ لو میرے پھیلے ہاتھ کی
تنگ آیا ہو دلِ ناکام سے ❁ اس نکمّے کو لگا دو کام سے
آپ کا دربار ہے عرش اشتباہ ❁ آپ کی سرکار ہے بیکس پناہ
مانگتے پھرتے ہیں سلطان و امیر ❁ رات دن پھیری لگاتے ہیں فقیر
غمزدوں کو آپ کر دیتے ہیں شاد ❁ سب کو مل جاتی ہے منہ مانگی مراد
میں تمہارا ہوں گدائے بے نوا ❁ کیجے اپنے بے نواؤں پر عطا
میں غلام ہیچ کارہ ہوں حضور ❁ ہیچ کاروں پر کرم ہے پَر ضرور
اچھے اچھوں کے ہیں گاہک ہر کہیں ❁ ہم بدوں کی ہے خریداری یہیں
کیجیے رحمت حسنؔ پر کیجیے ❁ دونوں عالم کی مرادیں دیجیے

بعد ولادت حضور حضورِ ربّ قدیر میں سجدہ کناں ہوئے اور اُنگشت شہادت آسمان کی طرف اُٹھا کر لبِ اعجاز سے فرمایا :

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ .

سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہیں بے شک میں رسول خدا ہوں۔

پھر شانِ کرم نے اور ہی جلوے دکھائے، غریبانِ اُمت یاد آئے، دعاے مغفرت کے لیے لبِ جاں بخش کو تکلیفِ جنبش دی، جناب باری میں عاجزانہ طور سے یہ عرض کی :

یَارَبِّ ھَبْ لِیْ اُمَّتِیْ .

یعنی اے رب! میرے گنہگارانِ اُمت کو مجھے دے ڈال۔

قربان اے ہم سے غافلوں کی یاد کرنے والے۔ ہاں عاصیو! ایسے محسن پیارے پر نثار ہونا چاہیے۔ دیکھو بعد اداے کلمۂ شہادت و اظہارِ شانِ رسالت تمہاری ہی یاد آئی، تمہاری ہی رستگاری کی دعا فرمائی، اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا :

وَ ھَبْتُکَ اُمَّتُکَ بَاَعْلٰی ھِمَّتِکَ .

ہم نے تمہیں بخش دی تمہاری امت بہ سبب تمہاری ہمت بلند کے۔

پھر ملائکہ سے ارشاد ہوا :

اِشْھَدُوْا یَا مَلٰئِکَتِی اَنَّ حَبِیْبِیْ لَا یَنْسٰی اُمَّتَہٗ عِنْدَ الْوِلَادَۃِ فَکَیْفَ یَنْسٰھَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ .

اے میرے فرشتو! گواہ رہو تحقیق حبیب میرا نہ بھولا اپنی اُمت کو وقت ولادت کے، پس کیونکر بھولے گا دن قیامت کے۔

اور ہاتف غیب نے ندا دی جو اس اُمت کے والی پر ایک درود بھیجے گا جنابِ باری تعالیٰ اُس پر دس درود بھیجے گا، اور دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں بڑھائے گا، اور دس برائیاں مٹائے گا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ .

اے عزیز! درود وسیلۂ مغفرت و موجبِ سعادت ہے، جو دم اس سے غفلت میں گزرتا ہے اس

دولتِ ابدمدت میں تیرے لیے کمی ہوتی جاتی ہے۔

ہاں! فقیر دامن پھیلا، ہاتھ بڑھا، اپنی جھولی بھر۔ غافل! خواب غفلت سے جاگ۔ 'جاگے سو پائے'۔ ہوشیار! اس پیارے پیارے وسیلۂ نجات کو ہاتھ سے نہ دینا۔ دیکھ تو دنیا و آخرت میں اس کے کیسے کیسے صلے ملتے ہیں۔ جس کا ہاتھ اس سے خالی ہے اُس کو دامن مراد تک کیونکر دسترس ہو سکتی ہے۔ طائر دعا بے اس کے بے پر و بال ہے، آشیانۂ قبول تک رسائی محال ہے، اور وعدہ فرماتے ہیں جو ہم پر بکثرت درود پڑھے گا ہم اپنا جلوۂ عالم افروز دکھائیں گے اور اس کے بگڑے کام بنائیں گے۔

اے عزیز! اب دونوں جہاں کی نعمتیں ایک پلہ میں اور یہ دولت گراں سنگ ایک پلہ میں رکھ کر میزان ایمان میں تول اور چشم انصاف کھول۔ دیکھ کون سا پلہ جھکتا ہے۔

اور فرماتے ہیں: جس نے میری زیارت کی اس نے شفاعت اپنے حق میں واجب کر لی۔(۱)

ان دونوں پیارے ارشادوں کے ملانے سے کیا کیا پیارا پیارا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔

اے گرفتارانِ گردابِ معصیت! اب بھی بیڑا پار ہونے میں کچھ شک ہے، پڑھو :

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ شَفِيعِ الْمُذْنِبِيْنَ وَاٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اور کثرتِ درود پر ناز کرنا اپنے کھرے مال میں بٹا لگانا ہے۔ غنی کی سرکار غنی ہے، تو محنت کرے گا تو اُجرت پائے گا بلکہ یہاں اُجرت کا دعویٰ محض بے جا ہے، تو غلام ہے مزدور نہیں جو اُجرت کا مستحق ہو، سرکار کا محض فضل ہے، تیرا کچھ استحقاق نہیں۔

ع : زہے عشق از برشوت دوست خواہی داشت جاناں را

سبحان اللہ، آقائے نعمت پر کا ہے کا احسان ہے، شہنشاہِ عرش بارگاہ کی سرکارِ باوقار میں تیرا بے قدر عمل کچھ قدر و منزلت نہیں رکھتا، درود کو پڑھنے کے طور پر پڑھ، اس خیال سے بھی بچ کر چل کہ اپنی مغفرتِ جرائم کے لیے پڑھتا ہوں۔ یہ تیرا معاملہ تو تیرے والی نے اپنے ذمہ لے لیا ہے، تیرا سرپرست تیری بگڑی بنی دیکھنے والا تیری مدد پر ہے، تجھ کو چاہیے کہ دائماً احسانِ محسن کے شکریہ میں تہِ دل سے عرض کرتا رہ۔

(۱) کنز العمال: ۱۵/ ۶۵۲ حدیث: ۴۲۵۸۴...... کشف الخفاء عجلونی: ۲/ ۲۵۱۔

سلام

اے دین حق کے رہبر تم پر سلام ہر دم
میرے شفیع محشر تم پر سلام ہر دم

اِس بے کس و حزیں پر جو کچھ گزر رہی ہے
ظاہر ہے سب وہ تم پر تم پر سلام ہر دم

دُنیا و آخرت میں جب میں رہوں سلامت
پیارے پڑھوں نہ کیونکر تم پر سلام ہر دم

دِل تفتگانِ فرقت پیاسے ہیں مدتوں سے
ہم کو بھی جامِ کوثر تم پر سلام ہر دم

بندہ تمہارے در کا آفت میں مبتلا ہے
رحم اے حبیبِ دَاور تم پر سلام ہر دم

بے وارثوں کے وارث بے والیوں کے والی
تسکینِ جانِ مضطر تم پر سلام ہر دم

للہ اب ہماری فریاد کو پہنچئے
بے حد ہے حال ابتر تم پر سلام ہر دم

جلادِ نفسِ بد سے دیجے مجھے رہائی
اب ہے گلے پہ خنجر تم پر سلام ہر دم

دریوزہ گر ہوں میں بھی ادنیٰ سا اس گلی کا
لطف و کرم ہو مجھ پر تم پر سلام ہر دم

کوئی نہیں ہے میرا میں کس سے داد چاہوں
سلطانِ بندہ پرور تم پر سلام ہر دم

غم کی گھٹائیں گھر کر آئی ہیں ہر طرف سے
اے مہر ذرّہ پرور تم پر سلام ہر دم

بلوا کے اپنے در پر اب مجھ کو دیجے عزت
پھرتا ہوں خوار دَر دَر تم پر سلام ہر دم

محتاج سے تمہارے کرتے ہیں سب کنارا
بس اک تمھیں ہو یاور تم پر سلام ہر دم

بہرِ خدا بچاؤ ان خارہائے غم سے
اک دل ہے لاکھ نشتر تم پر سلام ہر دم

کوئی نہیں ہمارا ہم کس کے دَر پہ جائیں
اے بیکسوں کے یاور تم پر سلام ہر دم

کیا خوف مجھ کو پیارے نارِ جحیم سے ہو
تم ہو شفیعِ محشر تم پر سلام ہر دم

اپنے گدائے دَر کی لیجے خبر خدارا
کیجے کرم حسؔن پر تم پر سلام ہر دم

مسلمانو! اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے :

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o (پارہ۲۲،الاحزاب:۵۶)

بے شک اللہ اور اللہ کے فرشتے اس محبوب (ﷺ) پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی درود اور سلام بھیجو۔

سبحان اللہ! کیا مرتبہ ہے ہمارے بادشاہِ عالم پناہ کا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

درود کے فضائل نامحدود ہیں، مگر یہ فضل سب سے افضل ہے کہ خداوند جلیل بھیجنے والا، محمد مصطفیٰ سے پیغمبر پر بھیجے۔ جلّ شانہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم

منقول ہے کہ جو اس ممدوحِ باری پر درود بھیجتا ہے وہ مع اپنے ہدیہ کے حضورِ معلیٰ میں ذکر کیا جاتا ہے۔(۱)

ہزار جان گرامی ایسے وسیلہ پر قربان جس کے سبب سے ہم سے رُوسیاہ آلودہ گناہ ایسے پاک کے در بارِ دُربار میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

کیوں نہ مر جانے کی حسرت جانِ بسمل میں رہے
میں نہ ہوں اور ذکر میرا تیری محفل میں رہے

درود آئینہ ایمان کی جِلا، لاعلاج امراض کی دوا ہے۔ یہ بھی ثابت کہ اس کے ذاکر کے دل میں وہ پیارا چہرہ تجلی طور جس کی ہر اَدا سے نمایاں، بہارِ جنت جس کا دھوون، جس کے دیدار سے کلیجے ٹھنڈے ہوں، آنکھوں میں روشنی آئے اکثر جلوہ آرا رہتا ہے۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

یہ بھی وارد کہ ہنگامۂ محشر میں کوئی کسی کا پُرسانِ حال نہ ہوگا، سب کو اپنی اپنی پڑے گی، دل دہی دل جوئی کس کی تسلی، تشفی کیسی، اُس وقت جاں گزا و ہنگامۂ ہوش رُبا میں عاملِ درود کے سینہ پر دلاسے کے لیے حضور وہ دست پاک دھریں گے جس سے ہزاروں عقدۂ لاحل کھل گئے، لاکھوں معصیت نامے دُھل گئے۔ جو ہماری دعا کے واسطے جناب باری میں اُٹھا رہے جو ہاتھوں ہاتھ خدا تک پہنچائے، جس کی عطا پر دونوں جہان کی نگاہیں ہیں جو گناہ گاروں کو دوزخ سے نکالے گا جو گرتوں کی روک تھام ہے جس کا ید اللہ نام ہے، جو یتیموں کے سر پر ہے، جو ہم سے ناکاروں کو دو جہان کی نعمتیں دے، نثار ہو جاؤں جب ایسا مختارِ کل تاجدارِ رُسل تسلی دے اور مجرم کا دل ہاتھ میں لے۔ پھر ہولِ محشر کی کیا جان جو دل میں جگہ پائے، آفتابِ قیامت کا کیا منہ جو ذرا تیزی دکھائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ .(۲)

(۱) مجمع الزوائد، حدیث: ۱۷۲۹۱۔
(۲) اوّل اشاعت میں یہاں درود پاک نہیں ہے۔

روایت ہے: جو آپ پر سلام بھیجتا ہے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے جواب سے مشرف فرماتے ہیں۔(۱)

مسلمانو! اگر اپنی قسمت پر فدا ہو جاؤ تو بجا ہے۔ خدا لگتی کہنا تمہارا منہ ہے کہ ایسی سرکار میں تمہارے سلام کی رسائی ہو اور وہ اپنے لبِ اعجاز کو تکلیف جواب دیں۔

سلام(۲)

اے مدینہ کے تاجدار سلام ❁ اے غریبوں کے غمگسار سلام
تری اک اک ادا پہ اے پیارے ❁ سو درودیں فدا ہزار سلام
رَبِّ سَلِّمْ کے کہنے والے پر ❁ جان کے ساتھ ہو نثار سلام
میرے پیارے پہ میرے آقا پر ❁ میری جانب سے لاکھ بار سلام
میری بگڑی بنانے والے پر ❁ بھیج اے میرے کردگار سلام
اس پناہ گناہ گاراں پر ❁ یہ سلام اور کروڑ بار سلام
اُس جوابِ سلام کے صدقے ❁ تا قیامت ہو بے شمار سلام
ساتھ لے جائیں اُن کی محفل میں ❁ حسرتِ جانِ بے قرار سلام
پردہ میرا نہ فاش حشر میں ہو ❁ اے میرے حق کے راز دار سلام
وہ سلامت رہا قیامت میں ❁ پڑھ لیے جس نے دل سے چار سلام

عرض کرتا ہے یہ حسنؔ تیرا
تجھ پہ اے خلد کی بہار سلام

(۱) سنن ابی داؤد: ۵/۱۷۴۱ حدیث: ۱۷۴۵...... شعب الایمان بیہقی: ۹/۱۹۴ حدیث: ۴۰۰۲۔
(۲) اوّل اشاعت میں یہاں یہ سلام درج ہے: 'السلام اے خسروِ دنیا و دیں'

درود پڑھنے والے کو درود غیبت سے مصئون و محفوظ رکھتا ہے......۔ حشر میں سایۂ عرش عظیم اس کے سر پر ہے......۔ پلہ اس کی نیکیوں کا گراں ہوگا۔

روایت ہے کہ میدان حشر سے ایک شخص کو حضور جناب کبریا میں لائیں گے، اس کا نامۂ اعمال سراسر کبائر سے معمور ہوگا، پلہ اس کی نیکیوں کا ہلکا ہو جائے گا، ملائکہ عذاب اس کو دوزخ میں لے جانے پر مستعد ہوں گے، ناگاہ ایک نیسان کرم رحمت کا مینہ برساتا جانب میزان تشریف فرما ہوگا۔ اور ایک پرچۂ قرطاس نیکیوں کے پلے میں داخل فرمائے گا وہ پلہ گراں ہو کر اُس گرفتار کو غم جان گسل سے سبکدوش کرے گا۔ فرشتوں سے پوچھے گا یہ کون ہیں کہ میرے ٹوٹے حال میں شریک ہوئے۔ یہ کس نے میرے کلیجے کو ٹکڑے ہونے سے امان دی۔ ملائکہ جواب دیں گے یہ گناہ گارانِ اُمت کے حامیِ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ تھے، اور یہ پرچہ وہ تھا جس پر تو نے درود لکھا تھا۔

اے ایمان والو! اُس مجرم کی قسمت تو دیکھو ادھر عذاب سے نجات پائی، ادھر دولت دیدار ہاتھ آئی۔ اگر سچ پوچھو تو ہزاروں جنتیں اس ایک نگاہ پر قربان جو ایسے روئے رنگین کے دیدار سے مستفیض انوار ہو۔

اِلٰهِی فَصَلِّ وَسَلِّمْ کَثِیْرًا
عَلٰی مَنْ اَتَانَا بَشِیْرًا نَذِیْرًا

مشائخ کرام فرماتے ہیں: مرید کو اگر پیر کامل نہ ملے درود کی کثرت کرے یہ خدا تک پہنچانے کو کافی ہے۔

مولانا شاہ عبدالحق دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: درود پڑھنے والو تم دریائے رحمت کے شناور ہو، جب اَللّٰهُمَّ صَلِّ کہا تو بحر کرم ربانی میں غوطہ زن ہوئے، جس وقت عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ سے زبان نے مزہ پایا تو بحر رسالت کی موجوں میں تھے، جس دم وَ عَلٰی اٰلِہٖ کہا تو دریائے جودِ آل میں لہریں کر رہے ہو۔

اے تشنگانِ بادیۂ معصیت! کسی طرح یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ایسے ایسے بحارِ پُر انوار سے جن سے کشت تمنا سرسبز ہو، گلشن ایمان ہرا بھرا لہلہاتا رہے تم تشنہ کام و مایوس پھرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍوَّ اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ بَارِکْ عَلَیْہِ .

روایت ہے: ایک صاحب محمد نامی درود کی مزاولت رکھتے، ایک رات خواب میں دیکھا کہ گھر منزل قمر شرف لے گیا ہے، تجلیاں درو دیوار سے جھلکتی ہیں، شمیم فردوس مشام جان معطر کررہی ہے، گھر کی کرسی آسمان سے اُونچی، حضور رحمت عالم تشریف فرما ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں اپنا منہ میرے پاس لا، میں بوسہ لوں کہ تو اس منہ سے مجھ پر درود بھیجتا ہے، گو اس وقت پاسِ ادب سمجھا رہا تھا کہ تیرا کیا منہ جو قرب لب ہائے مبارک حاصل کرے؛ مگر تعمیل ارشاد لطف بنیاد سے مجبور ہوکر اپنے منہ کو نا قابل اعتبار کرکے رُخسارہ پیش کیا، حضور نے بوسہ لیا، جب سوکر اُٹھا تمام گھر مشک کی خوشبو سے مہکتا پایا اور وہ نگہت جاں فزا آٹھ دن تک نہ گئی۔(۱)

اے مسلمانو! یہ فضیلت اُنہوں نے درود مقدس کی وجہ سے پائی، یہ دولت بے بہا اسی ذریعہ سے ان کے ہاتھ آئی۔ اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ جس کے رُخسارہ پر حضور بوسہ دیں اُس کو نارِ دوزخ کی گرمی تک ستائے۔ قسم اس کی جس نے دونوں جہان میرے آقا کے سبب سے پیدا کیے، ان شاء اللہ وہ جنتی ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَسَلَّمُ۔

منقول ہے کہ جناب کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیامِ باری پہنچا کہ اگر تو مجھ سے اتنا قریب ہونا چاہتا ہے جیسے کام وزبان یا چشم وبصر تو میرے محبوب پر درود بھیج۔

صَلَّ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

حضرت صدیق اکبر فرماتے ہیں: درود اس طرح گناہوں کو مٹاتا ہے جیسے پانی آگ کو۔(۲)

جناب انس فرماتے ہیں جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں اور درود پڑھتے ہیں اُن کے جدا ہونے سے پہلے ربّ غفور اُن کے گناہ عفو فرما دیتا ہے۔(۳)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ فضائل جہاد وحج بیان فرمائے کہ جو حج کرکے جہاد کو جائے ایک جہاد کا ثواب چار سو حج کے برابر پائے، وہ لوگ جن میں طاقت جہاد کی باقی نہ رہی

---

(۱) القول البدیع: ۱۳۵......سعادۃ الدارین: ۱۲۳......جذب القلوب: ۲۶۵۔

(۲) القول البدیع: ۱۲......سعادۃ الدارین: ۸۸۔

(۳) مسند ابی یعلی، حدیث: ۲۹۵۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

تھی اس کوسن کر دل شکستہ ہونے لگے حضور پُر نور نے ارشاد فرمایا: جو مجھ پر درود بھیجے گا وہ ایسی جزا پائے گا جو چار سو مرتبہ کے مجاہد کو ملنا چاہیے۔

اے مسلمانو! درود پڑھو اپنے غمگسار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

روایت ہے: حضور والا نے چند روز بی بی آمنہ کا دودھ پیا پھر ثویبہ کنیز ابولہب جنھیں اُس نے خوش خبری ولادت سن کر آزاد کیا تھا اس کام پر مقرر ہوئیں۔

اے میلاد کی خوشی منانے والو! مقام غور ہے جب بولہب سا کافر ظالم خدا نا ترس ناحق کوش جس کی مذمت قرآن فرمائے اس خوشی میں اپنی کنیز کو آزاد کر دے تو کیا وہ رؤف ورحیم اپنے بندوں کو اس خوشی کے صلے میں بندِ غم سے آزاد نہ فرمائے گا۔

ان روزوں قحط عظیم تھا اور ہوائے مکہ نہایت گرم، اس لحاظ سے یہ دستور تھا کہ دودھ پلانے والیاں اور شہروں سے آتیں اور اطفالِ شیر خوار کو لے جا کر پرورش کرتیں بعد اتمام ایام رضاعت پہنچا کر حق خدمت لیتیں۔

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ جس وقت قافلہ طائف سے مکہ کی جانب چلا میں بھی بطمع دُنیوی اُس کے ہمراہ ہوئی میرا مرکب سب مرکبوں سے زیادہ نحیف وضعیف تھا اور جو عسرت مجھ پر تھی کسی پر نہ تھی لیکن راہ میں وقتِ نزول وارتحال یہ حال ظاہر ہوتا۔

مثنوی

آئی میرے کان میں صدا یہ ❁ سنتی میں نوید جاں فزا یہ
خالق کی قریش پر عطا ہے ❁ لڑکا وہ نصیبہ ور ملا ہے
مختار ہے کبریا کے گھر کا ❁ مصداق ہے افضل البشر کا
محبوب خدائے انس و جاں ہے ❁ سلطانِ دیارِ کن فکاں ہے
ہر روز ہے روزِ عید اس کا ❁ اقبال ہے زر خرید اس کا
محکوم ہیں خاص و عام اس کے ❁ شاہانِ جہاں غلام اس کے

جس روز سے باغِ 'کُنْ' کھلا ہے ❁ جب سے یہ چمن ہرا بھرا ہے
غنچے بھی چٹک گئے ہزاروں ❁ اور پھول مہک گئے ہزاروں
ایسا کوئی گل کھلا نہ ہو گا ❁ ایسا کوئی ہوا نہ ہو گا
روتوں کو یہ ہے ہنسانے والا ❁ بگڑی باتیں بنانے والا
کونین کا تاجدار ہے یہ ❁ غم گینوں کا غمگسار ہے یہ
یہ رنگ جو عورتوں نے پائے ❁ ایک ایک چلی قدم بڑھائے
سو شوق بھرے ہوئے دلوں میں ❁ دشوار قیام منزلوں میں
ایک ایک یہ کر رہی تھی تاکید ❁ ارمان لقاؤ حسرتِ دید
ہاں کام یہ دیر کا نہیں ہے ❁ ہنگام یہ دیر کا نہیں ہے
یہ دولت جاوداں نہ چھوٹے ❁ یہ تاجورِ جہاں نہ چھوٹے
خوش بخت ہے جس کی گود میں آئے ❁ دیکھیں تو وہ کس کی گود میں آئے
پر مجھ پہ گراں تھا ضعف مرکب ❁ اک دشمن جاں تھا ضعف مرکب
اک یاس تھی بختِ نارسا سے ❁ پر لو تھی لگی ہوئی خدا سے

بعد قطع منازل جب قافلہ مکہ میں داخل ہوا، مرکب اوروں کے جو تیز خرام تھے اُنہوں نے پہلے پہنچ کر قبائل اغنیا کے لڑکے لیے۔ جب میں پہنچی تو دیکھا سب عورتیں لڑکے لا چکی ہیں، وہاں سے مایوس ہو کر پھری۔ راستہ میں ایک پیر باوقار عیاں ہوا۔ جب میں نے پوچھا، لوگوں نے کہا عبدالمطلب ہیں۔

جب قریب آ کر سلام کیا، جواب دے کر نام پوچھا، حلیمہ بتایا۔ کام پوچھا، تلاش طفل کی ظاہر کی۔ فرمایا میں بھی مُرضِعہ کی جستجو میں پھرتا ہوں۔ میں نے اپنے شوہر سے کیفیت بیان کی، اُس نے کہا، جا اور اس دولت کو لے، جب آمنہ خاتون کے پاس پہنچی اور اُس اخترِ بُرج کرامت گوہر دُرج نبوت کو پوچھا، فرمایا: خوابِ استراحت میں ہے، قریب گئی تو یہ ماجرا دیکھا۔

مثنوی

آرام میں ہے وہ ماہ پیکر ❁ ہے ایک حریر سبز بستر
وہ آن کہ جس پہ جان صدقے ❁ وہ شکل کہ دوجہان صدقے
عطر ارواح قدس کھچ کر ❁ مخلوق ہوا وہ جسم اطہر
رنگ گلزار مُصطفائی ❁ آئینۂ ذاتِ کبریائی
مصباحِ مدینۂ کرامت ❁ مفتاحِ خزینۂ کرامت
آخر نہ رہا قرار دم بھر ❁ آغوش میں لے لیا اٹھا کر
ناگاہ کھلی حضور کی آنکھ ❁ وہ عینِ کرم وہ نور کی آنکھ
دیکھا جو مجھے تو کیا تبسم ❁ جانِ دل و خوش نما تبسم
حاصل مجھے ہوئی یہ خدمت ❁ کونین کی مل گئی ہے دولت
اس خسروِ کن فکاں کو پایا ❁ یا دولت دوجہاں کو پایا

جب میں نے پستانِ راست پینے کو دی، حضور نوش فرماتے رہے، جب پستانِ چَپ نذر کی، اِبا فرمایا، اس کو میرے فرزند کے واسطے چھوڑا۔ القصہ بعد تین دن کے قافلہ کے ہمراہ بی بی آمنہ سے رُخصت ہو کر چلی۔ اب میرا مرکب سب مرکبوں سے تیز اور سبک خرام ہو گیا جس جگہ اُس کا قدم پڑتا سبزہ اُگ آتا، عورتیں قافلہ کی مجھے ندا دیتیں، اے حلیمہ! ذرا گام تھام، کل تک تو تجھ کو راہ چلنا بھی دُشوار تھا، آج کیا یہ ماجرا ہے!۔

مثنوی

مرکب یہ کلام سن کے بولا ❁ اے بے خبرو خبر نہیں کیا
ہے آج سوار مجھ پہ وہ چاند ❁ ہے چاند بھی جس کے سامنے ماند
شادابی گلشن تجلے ❁ روشن کن ایمن تجلے
بیداد کی داد دینے والا ❁ عالم کو مراد دینے والا

پھر صحرا میں ایک گلہ بکریوں کا نمودار ہوا، قریب آ کر سب نے میرے قدم چومے اور بزبان فصیح کہا: یہ تیرا رضیع محبوب رب سید عرب ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

جب گھر پہنچی، تمام عسرت' عشرت ہوگئی، میرے گھر جو بکریاں تھیں سب تندرست و شِیر دار ہوگئیں۔ حضور پُر نور کے جمالِ بے زوال کی وہ روشنی رہتی کہ مجھے چراغ کی احتیاج کبھی نہ ہوئی، اگر اتفاق سے جسم والا کھلتا، ملائکہ چھپاتے جب نو مہینے کی عمر والا ہوئی، نہایت فصاحت سے کلام فرمایا، بعد تمام ہونے ایام رضاعت کے جناب حلیمہ نے حضور رحمتِ عالم کو مکہ پہنچانے کا اہتمام کیا۔

لکھتا ہوں فسانۂ جدائی ❁ آفت ہے زمانۂ جدائی
پیغامِ قضا ہے فرقت دوست ❁ چھوٹے نہ کسی سے صحبت دوست
دل کو نہ نصیب ہو غم ہجر ❁ ہے سخت عذاب ماتم ہجر
ٹھہری ہے بجھے چراغِ طائف ❁ تاراجِ خزاں ہو باغِ طائف
طائف سے چلے نگارِ کعبہ ❁ کعبہ میں رہے بہارِ کعبہ
مکہ کو وہ تاجور رواں ہو ❁ منزل کی طرف قمر رواں ہو
کعبے وہ فلک جناب جائے ❁ تحویل میں آفتا ب آئے
کٹ جائیں یہ انتظار کے دن ❁ پھر آئیں کھلے بہار کے دن
بے چین رہے دلِ حلیمہ ❁ سنسان ہو محفل حلیمہ
دل سینہ میں بے قرار رہ جائے ❁ یہ وقت بھی یادگار رہ جائے

غرض جناب حلیمہ اپنے پیارے رضیع ہم گناہ گاروں کے شفیع کو با دلِ بریاں و دیدۂ گریاں لے کر ہر مقام پر مقام، ہر منزل پر قیام کرتی وادیِ بطحا تک آئیں، یہاں غیب سے آواز سنی کوئی کہنے والا کہتا ہے: اے حطیم! مبارک ہو کہ آفتابِ جود و سخاوت شاہ جوانِ دولت تجھ میں تشریف لاتا ہے۔

حضور کو حطیم میں بٹھا کر گوئندہ کی تلاش میں نکلیں، جب واپس آئیں جناب کو نہ پایا، اس وقت حضرت حلیمہ کے دل پر جو گزر گئی، کس کی زبان میں یارا جو عشر عشیر اُس کا بیان کر سکے۔ رنگ زرد، لب پر آہِ سرد، دل سے وفورِ بے تابی پیدا، چہرہ سے پریشانی ہویدا، اُفتاں و خیزاں چار طرف جاتی

تھیں، اُس یوسف مصر نبوت دُرّ یتیم رسالت کا پتہ نہ پاتی تھیں؛ گویا اُن کی زبانِ حال باہزاراں رنج وملال یوں مرثیہ سنج ماتم دل تھی۔

مثنوی

کچھ عجب آج حالتِ دل ہے ۞ طائر روح مرغِ بسمل ہے
کچھ نہ پوچھو جو کوفت ہے دل پر ۞ اک قیامت ہے جانِ بسمل پر
کیا کروں حالِ دل کہوں کس سے ۞ قصۂ جاں گسل کہوں کس سے
دل میں ہے کردوں چاک سینے کو ۞ جی نہیں چاہتا ہے جینے کو
زندگی ہو گئی گراں مجھ پر ۞ ابھی ٹوٹا ہے آسماں مجھ پر
کسی پہلو نہیں قرار مجھے ۞ ہائے کس کا ہے اِنتظار مجھے
اپنے پیارے کو کس طرح پاؤں ۞ اب کہاں سے میں ڈھونڈ کر لاؤں
کام ناکام چھٹ گیا مجھ سے ۞ اک دل آرام چھٹ گیا مجھ سے
مجھ پہ للّٰہ رحم کھاؤ کوئی ۞ جاتے دیکھا ہو تو بتاؤ کوئی
کیا کہوں مجھ سے کون چھوٹا ہے ۞ کس کے غم کا پہاڑ ٹوٹا ہے
آبروے بہار محبوبے ۞ تاجدارِ دیار محبوبے
راحتِ جانِ بے قرار ہے وہ ۞ میری آغوش کی بہار ہے وہ
ملک عالم کا تاجور ہے وہ ۞ آمنہ بی بی کا پسر ہے وہ
سب رسولوں میں وہ یگانہ ہے ۞ اُس سے آگاہ اِک زمانہ ہے
کون ہے جو نہ جانتا ہو اسے ۞ کون ہے جو نہ مانتا ہو اسے
پتھر اس سے کلام کرتے ہیں ۞ پیڑ جھک کر سلام کرتے ہیں
ذرّوں میں روشنی اسی سے ہے ۞ شمع کی لو لگی اُسی سے ہے
نورِ حق اس سے آشکارا ہے ۞ میرا پیارا خدا کا پیارا ہے

کبھی کھوتی تھیں جان رو رو کر ❁ کبھی کہتی تھیں مضطرب ہو کر
چشمِ بصیرت زدہ کے تارے آ ❁ جانِ بے تاب کے سہارے آ
گل باغِ طرب مہک للہ ❁ آفتابِ عرب چمک للہ
بے کسی دل مراد کھاتی ہے ❁ تیری فرقت میں جان جاتی ہے

اسی اثنا میں ایک پیر مرد ملا، جناب حلیمہ کو بے تاب دیکھ کر حال پوچھا، آپ نے سنایا، کہا میں تمہیں ہبل کے پاس لیے جاتا ہوں، وہ بہت غیب کی باتیں بتاتا ہے، جو اس کے پاس جاتا ہے اپنی مراد پاتا ہے۔ الغرض! یہ اس کے ساتھ بت خانہ میں گئیں۔

پیر مرد نے بت کو سجدہ کر کے کہا: اے خداوند عرب و دریائے کرم! یہ حلیمہ مسافرہ تیری پناہ میں آئی ہے اور تجھ سے اپنی مراد چاہتی ہے اس کا بیٹا محمد (ﷺ) تیرے ملک میں گم ہو گیا یہ کلمہ سنتے ہی ہبل اور تمام بت زمین میں سرنگوں گر پڑے اور اُن سے آواز آئی کہ اے شخص کس کا نام لیتا ہے، ہمارے زخم دل پر کیوں نمک چھڑکتا ہے، یہ وہ تاجدارِ ذوی الاقتدار کوہ شکوہ آسمان وقار ہے جو ہم کو سنگ سار و بے اعتبار کرے گا، ہماری کیا مجال جو اُس کے معاملے میں دخل دیں، جس کا نام سنتے ہی ہمارے سب حیلے اور فتنے مٹ گئے۔ پیر مرد نے یہ ماجرائے عجیب و غریب دیکھ کر کہا: مبارک ہو وہ لڑکا ہرگز گم نہ ہوگا بلکہ گمراہوں کو راہ بتائے گا۔

جب وہاں بھی دُرِّ مقصود کا پتا نہ ملا، حلیمہ زار زار مایوسانہ ایک ایک کا منہ تکتی حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں با دیدۂ پُرنم حاضر ہوئیں۔ یہاں سب بے فکر بیٹھے تھے، جناب حلیمہ کی یہ حالت دیکھ کر زمین پاؤں کے نیچے سے نکل گئی، گھر بھر گھبرا گیا، ایک ایک کو سکتہ ہو گیا، حضرت عبدالمطلب بے قرار ہو کر دریافت فرمانے لگے: کیوں حلیمہ تیرا کیا حال ہے، خیر تو ہے، اتنی پریشان کیوں ہے، تجھے اکیلا دیکھ کر جی بے چین ہوا جاتا ہے؟۔

حلیمہ نے کلیجہ تھام کر جواب دیا: اے سردار! میں تمہارے فرزند ارجمند کو وادیِ بطحا تک بخیر و سلامت لائی، یہاں اِس نامراد کے ہاتھ سے وہ دامنِ دولت چھوٹ گیا، حلیمہ ناشاد کا خرمن صبر و قرار لٹ گیا۔ حضرت عبدالمطلب نے جو یہ خبر وحشت اَثر سنی، کوہِ صفا پر اِدھر اُدھر دوڑے اور فرطِ بے تابی سے پکار پکار کر کہنے لگے۔

فریاد اے معشرِ قریش، میری خبر لو۔ آفتاب ہاشمی آج صحرائے بطحا میں گم ہو گیا۔ قریش اس صدائے دردناک کو سن کر گریبانِ صبر چاک کیے ہوئے دوڑے اور صحرا میں ہر سمت تلاش کی، پتہ نہ چلا۔ ناچار عبدالمطلب جانب حرم چلے اور اس کی بارگاہ بے کس پناہ میں رو رو کر عرض کرنے لگے۔ الٰہا بادشاہا! اگرچہ میں اس قابل نہیں کہ میری بات تیرے آستانے پر سنی جائے مگر اس طفل جواں دولت میں تیری رحمت کے آثار پاتا ہوں؛ اس لیے اُسی کو تیری جناب میں شفیع لاتا ہوں کہ اُس جانِ جہاں آرام جاں کو مجھ سے ملا۔

حضرت عبدالمطلب گریہ و زاری کر رہے تھے، ناگاہ ملہم غیب نے ندا دی لوگو! غم نہ کھاؤ، محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایک خدا ہے جو اسے ضائع نہ چھوڑے گا۔ عبدالمطلب نے کہا: اے ندا کرنے والے! یہ بتا کہ محمد (ﷺ) کہاں ہے؟۔

کہا: وہ محبوب کردگار وادیِ تہامہ میں ایک درخت کے نیچے جلوہ فرما ہے۔ اس نوید جان فزا کو سن کر مجمع قریش جانب تہامہ روانہ ہوا۔ تلاش کیا، دیکھا ایک ماہِ رُخسار جس کے چہرہ سے جمالِ ہاشمی کے انوار نمودار ہیں جلوہ آرا ہے۔ قریب آ کر فرطِ ادب سے نام نامی پوچھا، ارشاد ہوا: میں ہوں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب۔

حضرت عبدالمطلب نے عرض کی: میری جان! تیرے قربان، میں ہوں تیرا دادا عبدالمطلب۔ پھر اس دُرِّ مقصود کو صدف آغوش میں لے کر جانب جناب آمنہ روانہ ہوئے۔ دم کے دم میں اس مایۂ قرار کے دیدار سے مادر غمگین کے دل کو تسکین دی، سب کی جان میں جان آئی۔ برگشتہ قسمتیں سیدھی ہوئیں، خوشی کی گھڑی آئی میٹھی مراد پائی۔

کنول پھولے دلوں کے کھل گئے اُمید کے غنچے
تیرا آنا بہارِ جاں فزا ہے باغِ عالم کو

پھر جناب حلیمہ کو با خلعت و لباس و زرِ بے قیاس روانہ کیا اور اس کے شکریہ میں بے شمار اونٹ اور بکثرت سونا خدا تعالیٰ کے نام پر دیا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

تمہید ذکر معراج شریف

ساقی کچھ اپنے بادہ کشوں کی خبر بھی ہے ❁ ہم بے کسوں کے حال پہ تجھ کو نظر بھی ہے
جوشِ عطش بھی شدّتِ سوزِ جگر بھی ہے ❁ کچھ تلخ کامیاں بھی ہیں کچھ دردِ سر بھی ہے
ایسا عطا ہو جام شرابِ طہور کا
جس کے خمار میں بھی مزہ ہو سُرور کا

اب دیر کیا ہے بادۂ عرفاں قوام دے ❁ ٹھنڈک پڑے کلیجہ میں جس سے وہ جام دے
تازہ ہو رُوح پیاس بجھے لطف تام دے ❁ یہ تشنہ کام تجھ کو دعائیں مدام دے
اُٹھیں سرور آئیں مزے جھوم جھوم کر
ہو جاؤں بے خبر لبِ ساغر کو چوم کر

فکرِ بلند سے ہو عیاں اقتدارِ اوج ❁ چھپکے ہزار خامہ سرِ شاخسارِ اوج
ٹپکے گل کلام سے رنگِ بہارِ اوج ❁ ہو بات بات شانِ عروج افتخارِ اوج
فکر و خیال نور کے سانچوں میں ڈھل چلیں
مضموں فرازِ عرش سے اُونچے نکل چلیں

اِس شان اِس اَدا سے ثنائے رسول ہو ❁ ہر شعر شاخِ گل ہو تو ہر لفظ پھول ہو
حُضّار پر سحابِ کرم کا نزول ہو ❁ سرکار میں یہ نذرِ محقر قبول ہو
ایسی تعلّیوں سے ہو معراج کا بیاں
سب حاملانِ عرش سنیں آج کا بیاں

معراج کی یہ رات ہے رحمت کی رات ہے ❁ فرحت کی آج شام ہے عشرت کی رات ہے
ہم تیرہ اختروں کی شفاعت کی رات ہے ❁ اعزاز ماہِ طیبہ کی رُؤیت کی رات ہے
پھیلا ہوا ہے سرمۂ تسخیر چرخ پر
یا زلف کھولے پھرتی ہیں حوریں اِدھر اُدھر

دل سوختوں کے دل کا سویدا کہوں اِسے ❁ پیر فلک کی آنکھ کا تارا کہوں اِسے
دیکھوں جو چشمِ قیس سے لیلیٰ کہوں اِسے ❁ اپنے اندھیرے گھر کا اُجالا کہوں اِسے

یہ شب ہے یا سوادِ وطن آشکار ہے
مشکیں غلافِ کعبۂ پروردگار ہے

اس رات میں نہیں یہ اندھیرا جھکا ہوا ❁ کوئی گلیم پوشِ مراقب ہے با خدا
مشکیں لباس یا کوئی محبوبِ دلربا ❁ یا آہوے سیاہ یہ چرتے ہیں جا بجا

ابرِ سیاہ مست اُٹھا حالِ وجد میں
لیلیٰ نے بال کھولے ہیں صحراے نجد میں

یہ رُت کچھ اور ہے یہ ہوا ہی کچھ اور ہے ❁ اب کی بہارِ ہوش رُبا ہی کچھ اور ہے
روے عروسِ گل میں صفا ہی کچھ اور ہے ❁ چبھتی ہوئی دلوں میں اَدا ہی کچھ اور ہے

گلشن کھلائے بادِ صبا نے نئے نئے
گاتے ہیں عندلیب ترانے نئے نئے

ہر ہر کلی ہے مشرق خورشیدِ نور سے ❁ لپٹی ہے ہر نگاہ تجلیِ طور سے
روہت ہے سب کے منہ پہ دلوں کے سُرور سے ❁ مردے ہیں بے قرار حجابِ قبور سے

ماہِ عرب کے جلوے جو اُونچے نکل گئے
خورشید و ماہتاب مقابل سے ٹل گئے

ہر سمت سے بہار نواخوانیوں میں ہے ❁ نیسانِ جودِ ربّ گہر افشانیوں میں ہے
چشمِ کلیم جلوے کے قربانیوں میں ہے ❁ غل آمدِ حضور کا رُوحانیوں میں ہے

اک دُھوم ہے حبیب کو مہماں بلاتے ہیں
بہرِ براق خلد کو جبریل جاتے ہیں

سبحان اللہ! کیا رات ہے، اس رات کی کیا بات ہے، طالب ومطلوب ملتے ہیں، غنچہ ہاے وصل کھلتے ہیں۔ رنگ بے رنگی کی نیرنگیاں چمن چمن بہاریں دکھا رہی ہیں۔ یکتائی و وحدت کی کلیاں کیا کیا کھل کھلا رہی ہیں۔ مطلوب اپنے طالب کا طالب، طالب اپنے مطلوب کا مطلوب، یہ اُس کا پیارا وہ اس کا محبوب، رُوحِ اعظم کا براق لے کر آنا تو اظہر من الشّمس ہے۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا (۱) سے تو کچھ اور ہی جلوے چمکتے ہیں، اور ہی رنگ ٹپکتے ہیں۔ ربودن و رفتن میں جو فرق ہے۔ مہر نیم روز و ماہ نیم ماہ ہے، نازک مقام ہے یہاں عقل کا کیا کام، دل بے خبر خبردار ہوش میں آ، دیکھ آپے کو سنبھال حد سے آگے قدم نہ ڈال۔

ع: ترا منہ ہے کہ تو بولے یہ سرکاروں کی باتیں ہیں

ہاں یہ وہ رات ہے کہ آفتاب عالم تاب اس سے کسب ضیا کرتا ہے جب تو اس کے پرتو کے مقابل بڑے بڑے مہر جمالوں کی آنکھ نیچی ہوتی ہے جب تو اس کی تابش ذرّوں کو چمکاتی، عالم کو روشن بتاتی ہے۔ اللہ رے ہجوم تجلّی کہ قمر نے رات بھر نکلنے کی جگہ نہ پائی۔ وادیِ طور میں جس جلوہ پر ہزاروں پردے تھے، آج بے نقاب ہے۔ وہ محبوب جس کی ایک جھلک نے جنابِ کلیم کو بے خود کیا تھا اس رات بے حجاب ہے۔

اس کے جلوہ کا تو کیا کہنا مگر
دیکھنے والے کو دیکھا چاہے

مکان عالم بالا کا مزاج عالم بالا پر ہے، جگہ جگہ مشتاقوں کا ہجوم، آمد آمد کی دُھوم، ایک منتظر سر جھکائے، ایک ہجوم شوق میں نقد ہوش گمائے۔ کوئی مایۂ دل نثار کرنے کو حاضر، کوئی متاعِ جان کی نچھاور لیے منتظر۔ کوئی کہتا ہے اپنی آنکھیں اُن کے قدموں پر ملوں گا، کسی کا قول ہے آج دامن پر مچل مچل کر ایک ایک مراد لوں گا، کوئی مشتاق بادلِ بے تاب و دیدۂ پُر آب سرِ نیاز جھکائے دستِ طلب پھیلائے بے قرار ہو کر عرض کر رہا ہے۔

---

(۱) ترجمہ: پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ (پارہ ۱۵، بنی اسرائیل:۱)

غزل

نگاہِ لطف کے اُمیدوار ہم بھی ہیں
لیے ہوئے یہ دلِ بے قرار ہم بھی ہیں

ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا
ترے فقیروں میں اے شہر یار ہم بھی ہیں

اِدھر بھی توسنِ اقدس کے دو قدم جلوے
تمہاری راہ میں مُشتِ غبار ہم بھی ہیں

کھلا دو غنچۂ دل صدقہ باد دامن کا
اُمیدوارِ نسیمِ بہار ہم بھی ہیں

تمہاری ایک نگاہِ کرم میں سب کچھ ہے
پڑے ہوئے تو سرِ رہ گزار ہم بھی ہیں

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاکِ حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

یہ کس شہنشہِ والا کا صدقہ بٹتا ہے
کہ خسروؤں میں پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں

ہماری بگڑی بنی اُن کے اختیار میں ہے
سپرد اُنھیں کے ہیں سب کاروبار ہم بھی ہیں

حسنؔ ہے جن کی سخاوت کی دُھوم عالم میں
اُنھیں کے تم بھی ہو اک ریزہ خوار، ہم بھی ہیں

سبحان اللہ! سمک سے سماک تک ایک غلغلۂ شادمانی وطنطنۂ کامرانی بلند۔ ذرّہ ذرّہ قطرہ قطرہ اپنی قسمت پر شاداں وخورسند۔ زمین آسمان کے حضور سر جھکائے کہ آج تو جلوہ گاہِ شاہی ہے، آسمان زمین کے قربان کہ تیرے گھر سے یہ دولت پائی ہے، زمین آسمان پر پاؤں نہیں دھرتی، آسمان کی چوٹی عرش سے باتیں کرتی۔ خوشی کی گھڑی منانے والو دوست شاد دشمن پامالِ الٰہی، سرکار ابد قرار عرش وقار کا روز افزوں جاہ واقبال۔

ہاں کہواُمیدوں کے غنچے چٹک کر مرادوں کے شادیانے بجائیں، دلوں کے سوز چمک کر شوق کی مشعلیں جلائیں۔ ہاں کدھر ہیں سرکار کے عالی جاہ و بلند اقبال عالی، کہو، جلد حاضر آئیں، پھولوں کی کشتیاں نذر لائیں، گلزارِ شریعت میں داہنے ہاتھ کو جو فَاسْجُدْ کی ہری کیاری ہے اس کے بھینے پھولوں سے طرہ بنائیں، گلستانِ طریقت میں 'خلق عظیم' جو لہکتا تختہ ہے، اس کی مہکتی کلیوں سے ہار گوندھیں۔

وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (۱) کا جھلکتا سہرا، یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (۲) کا جھمکتا گجرا، دل وجان نثار یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ کی نچھاور، کچھ عجیب بڑھتی دولت ہے کہ ایک اُٹھاتے ہیں دس پاتے ہیں۔ فقیروں کی چاندی ہے، غنی کی برکت ہے۔

ہاں خدا کو سجود نبی پر درود۔ مداح کو جنت، جنت کو اُمت، اُمت کو شفاعت، شفاعت کو وجاہت، فقیروں کو ثروت، ذلیلوں کو عزت، ضعیفوں کو قوت، خزینوں کو عشرت، آنکھوں کو نور، دل کو سرور، مجھ جیسے بے دست و پا کو لطف حضور کہ اب وہ سہانی گھڑی خیر سے آتی ہے کہ دارین کے دولہا کو شبستانِ والا سے مسجد اعلیٰ، مسجد اعلیٰ سے مقصدِ بالا تک لے جائیں گے۔ پا ءِسمک سے تاجِ سماک ،فرشِ خاک سے عرشِ پاک تک سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ کا ڈنکا بجالائیں گے۔ دونوں جہاں میں اُن کے نام کی دہائی پھرے گی، مہر و ماہ پر سکہ پڑے گا، نقیب سرکار منبر سدرہ پر مدحِ سلطان کا خطبہ پڑھے گا۔ عرش وفلک تلووں کی جھلک نعلین کی چمک دیکھ کر سربسجدہ ہوں گے کہ اے

سزاوارشاہی ع : خاکِ درت برسر ما تاج باد

(۱) اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کردیا۔ (پارہ ۳۰، الشرح:۴)
(۲) ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (پارہ ۲۶، الفتح:۱۰)

حور و ملک رحمت کی جب تک بخشش کی کزک مست و مدہوش بادل پُر جوش دست بدعا ہوں گے کہ الٰہی ع: ہر شب عمرت شب معراج باد

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلٰی صَاحِبِ التَّاجِ اَمِیْرِ الْمِعْرَاجِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ .

ماہِ مبارک رجب المرجب کی ستائیسویں شب تھی کہ رسولِ مکین جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بحکم احکم رب اکرم جل جلالہ وعم نوالہ براق برق دم پری جمال گوہرین سم عنبرین بال مرغزار جنت سے لے کر درِ دولت عرش منزلت پر مجرا کیا۔

اللہ اللہ وہ اسپ چمان جانِ خرام ایمان جولان برق ونگاہ جس کے حضور پا بجولاں جسے روز اوّل سے حق تعالیٰ نے سواری شہر یارِ مدینہ کے لیے چنا تھا، چشم بددُور وہ مایۂ سرور بے عیب و تقصیر سراپا نور کی تصویر بنا تھا، پھر ماشاء اللہ اس رات کی سجاوٹ بے تکلف بناوٹ کچھ اور ہی عالم دکھاتی تھی۔ گام گام پر حسن خرام پر بادِ بہاری قربان جاتی تھی۔ چھلبل کی تعریف، شوخی کی توصیف تو جب لکھیے کہ نگاہ رَسا اس برقِ تجلی کے حضور تھم سکے، وہ شوخ تصور، وہ پری تصویر آئینہ دل میں کہیں جم سکے۔

سبحان اللہ! اس مبارک بارگی جان شائستگی کو لگام سے کیا کام جس کے سایہ سے ابلقِ دہر کی بد لگامیاں بھاگیں، خصوصاً وہ بھی ایسے سوار بلند اقتدار کے لیے جس کے ہاتھ میں کاروبارِ دو عالم کی باگیں مگر رہوار کے لیے لگام وجہ زینت ہے، دستورو عادت ہے۔

یا یوں کہیے کہ اس بحر رواں کے گوہر دندان کی بڑھتی جوت و بوفور جوش منہ میں نہ سمائی اُمنڈا مل کر گرد سر قربان ہونے میں بھنور کی صورت دکھائی، زین زرین زین تزئیں حالت سفر میں مسند شاہی کا مختصر جانشین تنگ نہ کہیے، نور نظر جو دامن زین کی چمک پا کر عین بے قراری میں بجلی سا تلملا کر پلٹا ہے جلدی میں اپنے پاؤں سے آپ ہی اُلجھ کر تارِ نگاہ میں لچھا پڑ گیا ہے۔

یا یوں کہیے کہ فراخی عالم اس مبارک رخش قبلۂ درخش کے جولان کے لیے اپنی کوتہی دیکھ کر شرم سے سمٹی ہے۔ دفع خجالت رفع ندامت کو گستاخانہ اس لمعۂ نور مایۂ سرور کے سینے سے لپٹی ہے۔ قبلۂ عالم سید اکرم ﷺ خواب نوشین میں تھے۔ خادم سلطان مخدوم قدسیاں علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے

آقاے بیدار بخت، سزاوارِ خسرو تخت کو خواب نوش سے باادب جگایا، حق تبارک وتعالیٰ کے یاد فرمانے کا مژدہ سنایا۔

حضور اقدس ﷺ نے یہ نوید عشرت خیز فرحت انگیز اِستماع فرما کر بیت الحرام میں نماز شکر اَدا فرمائی۔ روحِ امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سینۂ اقدس چاک کر کے وہ بھاری ودیعت عظیم دولت جو روزِ ازل سے خاص ذات گرامی کے لیے امانت رکھی تھی، قلب والا کو تفویض کی، پھر تہیہ سفر پر کمر باندھی۔ جب بُراق سراپا اِشتیاق پر سوار ہونا چاہا، وہ شوخی کرنے لگا، رُوحِ اعظم نے کہا: اے براق! یہ جاے ادب ہے، تو اس وقت مرکبِ سلطانِ عرب ہے۔ سن لے ان سے بہتر کوئی شخص تجھ پر سوار نہ ہوا۔

براق کو اس کلمہ کے سننے سے عرق آ گیا اور شوخی سے باز رہا، پھر وہ یکہ تاز میدانِ رسالت، فارس مضمارِ نبوت، زینت افزاے پشت راہوار صبا رفتار ہو کر عازمِ مسجد اقصیٰ ہو کر دم کے دم میں صبح مقصود نے منہ دکھایا، سوادِ کشور شام نظر آیا، مسجد اقصیٰ میں کچھ دیر اقامت فرمائی۔ انبیاے سابقین کی امامت فرمائی، پھر شیر شراب سامنے آئی اس آفتاب صبح کرامت نے شیر نوش فرمایا۔

ایما ہوا کہ اُمت کو ہدایت بخشی، ضلالت سے بچایا۔ پھر آسمانوں کی سیر انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات، عجائب وغرائب راہ کے ملاحظہ کے بعد، زیب بیت معمور ہو کر سدرۃ المنتہیٰ سے ترقی فرمائی۔ جبریل امین کو طاقت پرواز طاق نظر آئی۔ حضور نے سبب پوچھا: عرض کی اے سرکار! ہم غلاموں میں سب کا ایک مقام معین ہے جس سے آگے تجاوز نہیں، اگر پورے برابر آگے بڑھوں جل جاؤں۔

ظاہر ہے کہ ایسا وقت نصیب سے ہاتھ آتا ہے۔ اللہ جل جلالہ بلانے والا مصطفیٰ ﷺ سا جانے والا، اس سے بڑھ کر عرض کا کیا موقع ہوگا۔ عقلِ کل کے حسن دانش پر نثار جاؤں، کیا وقت پا کر وہ پیاری پیاری گزارش کی ہے جس کے سبب خود حضرت سلطانی کے قلب انور میں جگہ زیادہ ہو تو یہ معلوم ہی تھا کہ اس بادشاہِ غربا پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر آن اپنی اُمت کی بھلائی مدنظر ہے، خدام میں جو اس قدر خیر خواہ اُمت ہے، اتنا ہی سلطان سے قریب تر ہے۔

لہٰذا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم یوں اپنی تمنا حضور سے عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ!

جب حضور پُرنور مقام دَنٰی فَتَدَلّٰی میں باریاب ہوں، راز و نیازِ محبوب کے کشف حجاب و فتح باب ہوں، حضور اس مہجور کی یہ عرض یاد رکھیں کہ جب امت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والثنا روزِ قیامت صراط پر گزرے، ان کے آقاے بے کس نواز کا یہ خادمِ دیرینہ زیرِ قدم فرش پَر کرے۔ رحمۃ للعالمین ﷺ نے بخوشی ان کی عرض قبول فرما کر رو براہِ مقصود کیا۔ اب تو چار طرف سے انوارِ غیب کی پیہم تجلّیوں نے راستہ بھر دیا۔

مروی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک حجاب نور کے متصل پہنچے، جلو کے فرشتے نے پردہ ہلایا۔ دربان نے نام پوچھا: کہا، میں ہوں فلاں اور میرے ساتھ محمد رسول اللہ سرورِ دوجہاں ہیں۔

صَلَی اللّٰہ تعالی علیه وسلم .

کہا کیا یہ بلائے گئے ہیں؟۔

کہا ہاں۔ کہا اللہ اکبر، اللہ اکبر۔

غیب سے ندا آئی: صَدَقَ عَبْدِیْ اَنَا اَکْبَرُ اَنَا اَکْبَرُ. میرے بندہ نے سچ کہا، میں ہوں بہت بڑا، میں ہوں بہت بڑا۔

فرشتہ نے کہا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ .

جواب آیا: صَدَقَ عَبْدِیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا.

میرے بندے نے سچ کہا میں ہوں اللہ کہ میرے سوال کوئی خدا نہیں۔

فرشتے نے کہا: اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ .

ندا ہوئی: صَدَقَ عَبْدِیْ اَنَا اَرْسَلْتُ مُحَمَّدًا .

میرے بندے نے سچ کہا، میں نے ہی محمد کو رسول بنایا۔

صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم .

فرشتہ نے کہا: حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح

خطاب آیا: صَدَقَ عَبْدِیْ وَ دَعَا اِلٰی عِبَادَتِیْ. (۱)

(۱) الحاوی للفتوٰی، جزاوّل، ص۲۱۲۔

میرے بندے نے سچ کہا اور میری عبادت کی طرف بلایا۔

پھر اس فرشتہ نے حضور پُر نور ﷺ کو گود میں لے کر چشم زدن میں دوسرے پردے تک پہنچایا۔ وہاں کے حاجب سے بھی وہی ماجرا پیش آیا، یوں ہی ستر ہزار حجاب طے فرمائے کہ ہر پردہ سے دوسرے پردے تک پانچ سو برس کی راہ تھی۔ بعدہ رفرف کہ ایک سبز بچھونا نورانی تھا ظاہر ہوا۔ حضور اقدس ﷺ کو اپنے اوپر سوار کرکے عرش تک پہنچا کر غائب ہو گیا۔ سرورِ عالم ﷺ شانِ جلال کے مراقبہ سے اس پوری تنہائی کے عالم میں گھبرائے، ناگاہ بندۂ جاں نثار یارِ غمگسار سچے رفیق ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز آئی کہ عرض کرتے ہیں :

قِفْ یَا مُحَمَّدُ فَاِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّی . (۱)

اے محمد! وقفہ کیجیے کہ آپ کا رب صلاۃ کرتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ کا دل انور یارِ وفادار کی آواز سن کر ٹھہرا؛ مگر اب ان حیرتوں نے گھیرا کہ الٰہی صدیق یہاں کہاں سے آیا، اور معبودِ مطلق کا صلاۃ کرنا کیا معنی!۔ اتنے میں عرشِ عظیم سے ایک قطرہ ٹپکا، حضور نے نوش فرمایا، شہد سے زیادہ شیریں پایا اور در حقیقت یہ بھی فقط سمجھانے کے لیے ہے، ہمارے استعمال میں کوئی چیز شہد سے بڑھ کر میٹھی نہ آئی؛ لہٰذا اسی کا نام لے کر تفہیم فرمائی۔

ورنہ کجا شہد کجا وہ قطرۂ رازِ خدا ساز، جس کی ماہیت پلانے والا جانے یا پینے والا۔ واللہ اگر ہمارا محبوب سید عرب شیریں دہن نوشیں لب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دریائے شور میں لعابِ دہن اقدس ڈالے تمام سمندر شہد ہو جائے، پھر ایسے کے پینے کو ایسی جگہ سے ایسے وقت میں جو چیز بھیجی گئی ہو گی۔

ظاہر ہے کہ شہد اور شہد سے ہزار درجہ میٹھی چیز کو اس سے کیا نسبت ہوسکتی ہے، اس قطرہ کے نوش فرماتے ہی تمام اولین و آخرین قلبِ اقدس پر منکشف ہو گئے، پھر عرش اعظم سے خطاب آیا :

اُدْنُ یَا اَحْمَدُ اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ اُدْنُ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّةِ . (۲)

پاس آ اے احمد، پاس آ اے محمد، پاس آ اے تمام جہان سے بہتر۔

---

(۱) تفسیر حقی، جز ۱۱، باب ۴۳، ص ۲۷۔

(۲) تفسیر حقی جزء ۷ باب اول، ص ۱۵۸، نزھۃ المجالس، جز اول باب فصل فی المعراج، ص ۲۱۵۔

حضور اقدس ﷺ بار بار ترقی فرماتے تھے اور ادھر سے مکرر ارشاد ہوتا تھا۔ ہزار بار یہی خطاب آیا یہاں تک کہ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی . (۱)

اللہ، محمد ﷺ سے نزدیک ہوا اور انہیں اپنے سے نزدیک کیا یہاں تک کہ رہ گیا فاصلہ دو کمان بلکہ اس سے بھی کم کا۔

یہاں خردِ خردہ بین دست و پا گم کردہ ہے، ایک بازاریِ بے وقار کی کیا مجال کہ محبوب و محبّ کے رازِ خاص میں دخل دے، کلام الٰہی بے واسطہ سنا دیدار الٰہی بچشم سر دیکھا۔

ع: شنیدن بحق بود و دیدن بہ حق

بلکہ حقیقت میں تو چشم کہاں، اور سر کیسا، دیکھنے والا کون، اور دیکھنا کجا، ظل ذات، عین ذات میں گم ہو گیا۔ هو الاوّل والآخرُ والظاهرُ والباطنُ .

اللہ بس باقی ہوس۔ ع: ورق درنوشتند و گم شد سبق

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی .(۲)

کی اپنے بندہ کو جو وحی کی۔

بھلا جس راز کو اللہ جل شانہ ظاہر نہ فرمائے، بے بتائے کس کی سمجھ میں آئے۔ اے عقل، خبردار یہاں مجالِ دم زدن نہیں، اے وہم، ہوشدار کہ یہ جائے نادیدہ رفتن نہیں۔

ع: تیرا منہ ہے کہ تو بولے یہ سرکاروں کی باتیں ہیں

کہتے ہیں کہ سایہ نے ذات سے عرض کی :

اَنْتَ وَ اَنَا وَ مَا سِوٰی ذٰلِکَ تَرَکْتُ لِاَجْلِکَ

الٰہی تو ہے اور میں ہوں، اور جو کچھ اس کے سوا ہے میں نے سب تیرے لیے چھوڑ دیا۔

ذات نے سایہ سے اشارہ فرمایا :

اَنَا وَاَنْتَ وَ مَا سِوٰی ذٰلِکَ خَلَقْتُ لِاَجْلِکَ

اے محبوب میں ہوں اور تو اور جو کچھ اس کے سوا ہے سب میں نے تیرے لیے بنایا۔

(۱) پارہ ۲۷، النجم: ۹۔ (۲) پارہ ۲۷، النجم: ۱۰۔

غزل

یہ اکرام ہے مصطفےٰ پر خدا کا ❁ کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفےٰ کا
یہ بیٹھا ہے سکہ تمہاری عطا کا ❁ کبھی ہاتھ اُٹھنے نہ پایا گدا کا
چمکتا ہوا چاند ثور و حرا کا ❁ اُجالا ہوا بُرجِ عرشِ خدا کا
لحد میں عمل ہو نہ دیوِ بلا کا ❁ جو تعویذ میں نقش ہو نقشِ پا کا
جو بندہ خدا کا وہ بندہ تمہارا ❁ جو بندہ تمہارا وہ بندہ خدا کا
مرے گیسوؤں والے میں تیرے صدقے ❁ کہ سر پر ہجومِ بَلا ہے بَلا کا
ترے زیرِ پا مسندِ ملکِ یزداں ❁ ترے فرق پر تاجِ مُلکِ خدا کا
سہارا دیا جب مرے ناخدا نے ❁ ہوئی ناؤ سیدھی پھرا رُخ ہوا کا
کیا ایسا قادر قضا و قدر نے ❁ کہ قدرت میں ہے پھیر دینا قضا کا
اگر زیرِ دیوارِ سرکارِ بیٹھوں ❁ مرے سر پہ سایہ ہو فضل خدا کا
ادب سے لیا تاجِ شاہی نے سر پر ❁ یہ پایا ہے سرکار کے نقشِ پا کا
خدا کرنا ہوتا جو تحتِ مشیّت ❁ خدا ہو کر آتا یہ بندہ خدا کا
اَذاں کیا جہاں دیکھو ایمان والو ❁ پسِ ذکرِ حق ذکر ہے مصطفےٰ کا
کہ پہلے زباں حمد سے پاک ہولے ❁ تو پھر نام لے وہ حبیبِ خدا کا
یہ ہے تیرے ایمائے اَبرو کا صدقہ ❁ ہدف ہے اَثر اپنے تیرِ دُعا کا
ترا نام لے کر جو مانگے وہ پائے ❁ ترا نام لیوا ہے پیارا خدا کا
نہ کیوں کر ہو اُس ہاتھ میں سب خدائی ❁ کہ یہ ہاتھ تو ہاتھ ہے کبریا کا
جو صحرائے طیبہ کا صدقہ نہ ملتا ❁ کھلاتا ہی تو پھول جھونکا صبا کا
عجب کیا نہیں گر سراپا کا سایہ ❁ سراپا سراپا ہے سایہ خدا کا

خدا مدح خواں ہے خدا مدح خواں ہے ❁ مرے مصطفیٰ کا مرے مصطفیٰ کا
خدا کا وہ طالب خدا اُس کا طالب ❁ خدا اُس کا پیارا وہ پیارا خدا کا
جہاں ہاتھ پھیلا دے منگتا بھکاری ❁ وہی در ہے داتا کی دولت سرا کا
ترے رُتبہ میں جس نے چون وچرا کی ❁ نہ سمجھا وہ بدبخت رُتبہ خدا کا
ترے پاؤں نے سربلندی وہ پائی ❁ بنا تاجِ سر عرش ربِّ عُلا کا
کسی کے جگر میں تو سر پر کسی کے ❁ عجب مرتبہ ہے ترے نقشِ پا کا
ترا دردِ الفت جو دل کی دوا ہو ❁ وہ بے درد ہے نام لے جو دوا کا
ترے بابِ عالی کے قربان جاؤں ❁ یہ ہے دوسرا نام عرشِ خدا کا
چلے آؤ مجھ جاں بلب کے سِرھانے ❁ کہ سب دیکھ لیں پھر کے جانا قضا کا
بھلا ہے حسؔن کا جنابِ رضا سے ❁ بھلا ہو الٰہی جنابِ رضا کا

مروی ہوا خطاب یہ تھا :

اَلْجَنَّةُ حَرَامٌ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ حَتّٰى تَدْخُلَهَا وَ عَلَى الْاُمَمِ حَتّٰى تَدْخُلَهَا اُمَّتُکَ .

جنت حرام ہے انبیا پر جب تک اے سردار انبیاء تو اس میں رونق افروز نہ ہو۔اور حرام ہے سب امتوں پر جب تک تیری امت داخل نہ ہولے۔

غرض خدا جانے یا مصطفیٰ کہ کیا عرض تھی ،کیا خطاب ہوا،مگر ان شاء اللہ اس قدر اُمید واثق ہے کہ جو کچھ تھا ہم غریبوں کے نفع کے لیے تھا۔

اللہ کریم ست و رسول او کریم ☆ صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

پھر جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عرض یاد آئی ، رحمتِ الٰہی نے مستجل بہ مہر قبول فرمائی ، صدیق اکبر کی آواز اور اس کلمہ سربستہ راز کا تذکرہ یاد آیا،حق جل وعلا نے ارشاد فرمایا: جب ہم نے موسیٰ کو طور پر بلایا وہ بھی گھبرایا تھا ،اُسے عصا کی باتوں میں مشغول کیا کہ اس سے زیادہ مانوس تھا، جب تمہارے قلب پر وحشت پائی ،ایک فرشتہ ہم آوازِ صدیق بنایا کہ اس کی آواز سے تسکین پاؤ اور میرا اصلاۃ کرنا یہ ہے کہ میں تم پر درود بھیجوں۔

اللهم صل علی سیدنا و مولانا محمد و اله وصحبه اجمعین .

مروی ہے حضور اقدس ﷺ سے، ارشاد فرمایا گیا: آؤ تمہیں اپنی سلطنت کا دولہا دکھائیں، پھر ایک مکان عالی شان دکھایا گیا، شہ نشین میں پردہ پڑا تھا۔ جب حجاب اُٹھا نظر آیا کہ خود حضور اقدس ﷺ کی تصویر ہے۔

سبحان اللہ! مقامِ غور ہے۔ اس پیارے مضمون کو کس پیرایہ میں ادا فرمایا گیا۔ اگر یوں ہی ارشاد ہوتا کہ تم ہماری سلطنت کے دولہا ہو تو یہ بات نہ تھی اور اس طریقہ میں کہ اوّل یوں شوق دلائیں پھر تصویر دکھائیں لطف ہی جداگانہ ہے۔

سبحان اللّٰہ و صلی اللّٰہ علی حبیبه و عروس ملائکته و بارک وسلم

پھر پچاس برس کی نماز فرض کر کے خلعتِ رُخصت عطا ہوا۔ راستہ میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی حضور اس قدر نمازیں بہت ہیں، آپ کی امت سے اَدا نہ ہوسکیں گی، میں بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں، حضور واپس گئے اور تخفیف چاہی دس معاف ہوئیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کی یہ بھی بہت ہیں۔

غرض یوں ہی چند بار کے آنے جانے میں پانچ رہیں، اور ارشاد ہوا گنتی میں پانچ ہیں اور ثواب میں پچاس۔ جو اِن پانچ کو ادا کرے گا اسے پچاس کا ثواب عطا فرماؤں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اب کی بار بھی وہی گذارش کی کہ ہنوز کثیر ہیں، حضور پھر جائیں اور تخفیف چاہیں۔

فرمایا: میں نے اپنے رب سے اتنا مانگا کہ اب مجھے شرم آتی ہے۔ پھر بخیر و برکت باہزاراں نعمت کروڑوں برس کی مسافت چند ساعت میں طے کر کے دولت خانۂ اقدس کو واپس تشریف لائے، ہنوز بستر خواب گرم پایا، اور زنجیر در جنبش۔ واقعی اس نور نگاہِ جلالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ کی جو تعریف کیجیے اس کے شایاں ہے بلکہ استغفر اللہ تعریف کرنے کی لیاقت کہاں ہے۔

مخوان اوراخدا از بہر حفظ شرع و پاس دیں
دگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش املا کن

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْن بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

قصیدہ از تصنیف اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عالم اہل سنت حضرت مولانا مولوی حاجی مفتی احمد رضا خان صاحب مدظلہم الاقدس

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لیے تھے

بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارَک
مَلک فلک اپنی اپنی لَے میں گہر عنادل کا بولتے تھے

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دُھومیں
اُدھر سے انوار ہنستے آتے اِدھر سے نفحات اٹھ رہے تھے

یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئنے تھے

نئی دولہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تِل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پہ آنچل تجلی ذاتِ بحت کے تھے

خوشی کے بادل اُمنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آ رہے تھے

یہ جھوما میزابِ زر کا جھومر کہ آ رہا کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے

دولہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلافِ مشکیں جو اُڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

پہاڑیوں کا وہ حسنِ تزئیں وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکیں
صبا سے سبزہ میں لہریں آئیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے

نہا کے لہروں نے وہ چمکتا لباس آبِ رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حبابِ تاباں کے تھل ٹکے تھے

پرانا پُر داغ ملگجا تھا اٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجومِ تارِ نگہ سے کوسوں قدم قدم فرش بادلے تھے

غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اُس رہ گزر کو پائیں
ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پَر جہاں بچھے تھے

خدا ہی دے صبر جانِ پُر غم دِکھاؤں کیوں کر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جِناں کا دولہا بنا رہے تھے

اُتار کر ان کے رخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لیے تھے

بچا جو تلوؤں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنھوں نے دولہا کی پائی اُترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

خبر یہ تحویلِ مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیبِ تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے

تجلیِ حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رویہ قدسی پرّے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

ابھی نہ آئے تھے پشتِ زیں تک کہ سَر ہوئی مغفرت کی شلک
صدا شفاعت نے دی مبارک! گناہ مستانہ جھومتے تھے

عجب نہ تھا رخش کا چمکنا غزالِ دم خوردہ سا بھڑکنا
شعاعیں بُکّے اُڑا رہی تھیں تڑپتے آنکھوں پہ صاعقے تھے

ہجومِ امید ہے گھٹاؤ مرادیں دے کر انہیں ہٹاؤ
ادب کی باگیں لیے بڑھاؤ ملائکہ میں یہ غلغلے تھے

اٹھی جو گردِ رہِ منور وہ نور برسا کہ راستے بھر
گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل اُمڈ کے جنگل ابل رہے تھے

ستم کیا کیسی مت کٹی تھی قمر وہ خاک ان کے رہ گزر کی
اٹھا نہ لایا کہ مَلتے مَلتے یہ داغ سب دیکھتا مٹے تھے

براق کے نقشِ سُم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن لہکتے گلشن ہرے بھرے لہلا رہے تھے

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سِر عیاں ہوں معنئ اوّل آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

یہ اُن کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا
نجوم و اَفلاک جام و مینا اجالتے تھے کھنگالتے تھے

نقاب الٹے وہ مہرِ انور جلالِ رخسار گرمیوں پر
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی ٹپکتے انجم کے آبلے تھے

یہ جوششِ نور کا اَثر تھا کہ آبِ گوہر کمر کمر تھا
صفائے رہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹتے تھے

بڑھا یہ لہرا کے بحرِ وحدت کہ دُھل گیا نامِ ریگِ کثرت
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش و کرسی دو بلبلے تھے

وہ ظلِ رحمت وہ رخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

چلا وہ سروِ چماں خراماں نہ رک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این وآں سے گزر چکے تھے

جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دُور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

تھکے تھے روح الامیں کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہِ حسرت کے ولولے تھے

روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اک بھبوکا پھوٹا
خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے

جِلو میں جو مرغِ عقل اڑے تھے عجب بُرے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دَم تیور آ گئے تھے

قوی تھے مرغانِ وہم کے پر اُڑے تو اُڑنے کو اور دَم بھر
اُٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خونِ اندیشہ تھوکتے تھے

سنا یہ اتنے میں عرشِ حق نے کہ لے مبارک ہوں تاج والے
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاجِ شرف ترے تھے

یہ سن کے بے خود پکار اٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا
پھر اُن کے قدموں کا پاؤں بوسا یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے

جھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزمِ بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مَل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضورِ خورشید کیا چمکتے چراغ منہ اپنا دیکھتے تھے

یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

بڑھ اے محمد، قریں ہو احمد، قریب آ سرورِ ممجد
نثار جاؤں یہ کیا صدا تھی، یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

تبارک اللہ شان تیری، تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لَنْ تَرَانِیْ کہیں تقاضے وصال کے تھے

خرد سے کہہ دو کہ سر جھکا لے گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

سُراغِ اَین و مَتیٰ کہاں تھا نشانِ کیف و اِلیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی، نہ کوئی ساتھی، نہ سنگِ منزل، نہ مرحلے تھے

اُدھر سے پیہم تقاضے آنا اِدھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے

بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رکتے
جو قرب انھیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

پر اُن کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقتاً فعل تھا اُدھر کا
تنزلوں میں ترقی افزا دَنَا تَدَلّٰی کے سلسلے تھے

ہوا یہ آخر کہ ایک بجرا تموّجِ بحرِ ہُو میں اُبھرا
دَنَا کی گودی میں اُن کو لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیئے تھے

کسے ملے گھاٹ کا کنارا کدھر سے گزرا کہاں اُتارا
بھرا جو مثلِ نظر طرارا وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے

اٹھے جو قصرِ دَنَا کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے

وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ و گل کا فرق اٹھایا
گرہ میں کلیوں کے باغ پھولے گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے

محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوطِ واصل
کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکّر میں دائرے تھے

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعفِ تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے اُسی سے اُس کی طرف گئے تھے

کمانِ اِمکاں کے جھوٹے نقطو تم اوّل آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

اُدھر سے تھیں نذرِ شہ نمازیں اِدھر سے انعامِ خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوے پُر نور میں پڑے تھے

زبان کو انتظارِ گفتن تو گوش کو حسرتِ شُنیدن
یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا جو بات سُننی تھی سن چکے تھے

وہ برجِ بطحا کا ماہ پارا بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارا کہ اِس قمر کے قدم گئے تھے

سرورِ مقدم کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مہِ عرب کی
جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے

طرب کی نازش کہ ہاں لچکیے ادب وہ بندش کہ ہِل نہ سکیے
یہ جوشِ ضدّین تھا کہ پودے کشاکشِ ارّہ کے تلے تھے

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کرکے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آ لیے تھے

نبی رحمت شفیعِ اُمت رضاؔ پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

ثنائے سرکار ہے وظیفہ ، قبولِ سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا ردی تھی کیا کیسے قافیے تھے

قصیدہ دیگر

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام ❁ شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
مہر چرخِ نبوت پہ روشن درود ❁ گل باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام
شہریارِ ارم تاجدارِ حرم ❁ نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
شب اسریٰ کے دولھا پہ دائم درود ❁ نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام
عرش کی زیب و زینت پہ عرشی دورد ❁ فرش کی طیب ونزہت پہ لاکھوں سلام
نورِ عین لطافت پہ الطف درود ❁ زیب و زین نظافت پہ لاکھوں سلام
قطۂ سر وحدت پہ یکتا درود ❁ مرکز دور کثرت پہ لاکھوں سلام
صاحب رجعت شمس و شق القمر ❁ نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام
جس کے زیر لوا آدم و من سوا ❁ اس سزاے سیادت پہ لاکھوں سلام
عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں ❁ اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام
اصل ہر بود و بہبود و تخم وجود ❁ قاسم کنز نعمت پہ لاکھوں سلام
فتح بابِ نبوت پہ بے حد درود ❁ ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام
شرقِ انوارِ قدرت پہ نوری درود ❁ فتق ازہارِ قربت پہ لاکھوں سلام
بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل ❁ جوہر فردِ عزت پہ لاکھوں سلام
سر غیب ہدایت پہ غیبی درود ❁ عطر جیب نہایت پہ لاکھوں سلام
ماہِ لاہوتِ خلوت پہ لاکھوں سلام ❁ شاہِ ناسوتِ جلوت پہ لاکھوں سلام
کنز ہر بے کس و بے نوا پر درود ❁ حرزِ ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں پہ سلام
پر تو اسم ذات احد پر درود ❁ نسخہ جامعیت پہ لاکھوں سلام

مطلع ہر سعادت پہ اسعد درود ۞ مقطع ہر سیادت پہ لاکھوں سلام
خلق کے داد رس سب کے فریاد رس ۞ کہف روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے بیکس کی دولت پہ لاکھوں سلام ۞ مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم دنیٰ ھو میں گم کن انا ۞ شرحِ متن ہویت پہ لاکھوں سلام
انتہاے دوئی ابتداے یکی ۞ جمع تفریق و کثرت پہ لاکھوں سلام
کثرت بُعد قلت پہ اکثر درود ۞ عزتِ بُعد ذلت پہ لاکھوں سلام
رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود ۞ حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود ۞ ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
فرحت جانِ مومن پہ بے حد درود ۞ غیظ قلب ضلالت پہ لاکھوں سلام
سبب ہر سبب منتہاے طلب ۞ علت جملہ علت پہ لاکھوں سلام
مصدرِ مظہریت پہ اظہر درود ۞ مظہر مصدریت پہ لاکھوں سلام
جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھلیں ۞ اس گل پاک منبت پہ لاکھوں سلام
قد بے سایہ کے سایۂ مرحمت ۞ ظل محدودِ رأفت پہ لاکھوں سلام
طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں ۞ اس سہی سروِ قامت پہ لاکھوں سلام
وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما ۞ اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے سر سروراں خم رہیں ۞ اس سر تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام
وہ کرم کی گھٹا گیسوے مشک سا ۞ لکۂ ابر رأفت پہ لاکھوں سلام
لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق ۞ مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
لخت لخت دل ہر جگر چاک سے ۞ شانہ کرنے کی حالت پہ لاکھوں سلام
دُور و نزدیک کے سننے والے وہ کاں ۞ کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
چشمہ مہر میں موج نور جلال ۞ اس رگِ ہاشمیت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا ۞ اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی ❁ ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مژہ ❁ ظلہ قصر رحمت پہ لاکھوں سلام
اشکباریِ مژگاں پہ برسے درود ❁ سلک درِّ شفاعت پہ لاکھوں سلام
معنی قَدْ رَای مقصد مَا طَغیٰ ❁ نرگس باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آ گیا ❁ اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود ❁ اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام
جن کے آگے چراغِ قمر جھلملائے ❁ ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام
ان کے خد کی سہولت پہ بے حد درود ❁ ان کے قد کی رشاقت پہ لاکھوں سلام
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے ❁ اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
چاند سے منھ پہ تاباں درخشاں درود ❁ نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام
شبنم باغِ حق یعنی رخ کا عرق ❁ اس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام
خط کی گرد دہن وہ دل آرا پھبن ❁ سبزۂ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام
ریش خوش معتدل مرہم ریش دل ❁ ہالہ ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام
پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں ❁ ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا ❁ چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
جس کے پانی سے شاداب جان وجناں ❁ اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام
جس سے کھاری کنویں شیرۂ جاں بنے ❁ اس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں ❁ اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
اس کی پیاری فصاحت پہ بیحد درود ❁ اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام
اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں سلام ❁ اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام
وہ دعا جس کا جوبن بہارِ قبول ❁ اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام
جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے ❁ ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں ❁ اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام
جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں ❁ اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام
دوش بر دوش ہے جس سے شانِ شرف ❁ ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام
حجر اَسود و کعبہ جان و دل ❁ یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام
روے آئینہ علم پشت حضور ❁ پشتی قصر ملت پہ لاکھوں سلام
ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا ❁ موجِ بحر سماحت پہ لاکھوں سلام
جس کو بارِ دوعالم کی پروا نہیں ❁ ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام
کعبۂ دین و ایماں کے دونوں ستوں ❁ ساعدین رسالت پہ لاکھوں سلام
جس کے ہر خط میں ہے موجِ نورِ کرم ❁ اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام
نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں ❁ انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام
عید مشکل کشائی کے چمکے ہلال ❁ ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام
رفع ذکر جلالت پہ ارفع درود ❁ شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام
دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں ❁ غنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام
کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا ❁ اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
جو کہ عزمِ شفاعت پہ کھنچ کر بندھی ❁ اس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام
انبیا تہ کریں زانو ان کے حضور ❁ زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام
ساق اصل قدم شاخِ نخل کرم ❁ شمع راہِ اصابت پہ لاکھوں سلام
کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم ❁ اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند ❁ اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے درود ❁ یادگاریِ اُمت پہ لاکھوں سلام
زرع شاداب و ہر ضرع پُر شیر سے ❁ بَرَکاتِ رضاعت پہ لاکھوں سلام
بھائیوں کے لیے ترک پستاں کریں ❁ دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

مہد والا کی قسمت پہ صد ہا درود ۞ برجِ ماہِ رسالت پہ لاکھوں سلام
اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن ۞ اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام
اُٹھتے بوٹوں کی نشوونما پر درود ۞ کھلتے غنچوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام
فضل پیدائشی پر ہمیشہ درود ۞ کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام
اعتلائے جبلت پہ عالی درود ۞ اعتدالِ طویت پہ لاکھوں سلام
بے بناوٹ اَدا پر ہزاروں درود ۞ بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام
بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود ۞ پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام
میٹھی میٹھی عبارت پہ شریں درود ۞ اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام
سیدھی سیدھی روش پہ کروڑوں درود ۞ سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام
روز گرم و شب تیرہ نار میں ۞ کوہ وصحرا کی خلوت پہ لاکھوں سلام
جس کے گھیرے میں ہیں انبیا و ملک ۞ اس جہانگیر بعث پہ لاکھوں سلام
اندھے شیشے جھل جھل دمکنے لگے ۞ جلوہ ریزیِ دعوت پہ لاکھوں سلام
لطف بیداریِ شب پہ بے حد درود ۞ عالمِ خوابِ راحت پہ لاکھوں سلام
خندۂ صبح عشرت پہ نوری درود ۞ گریۂ ابر رحمت پہ لاکھوں سلام
نرمی خوے لینت پہ دایم درود ۞ گرمی شانِ سطوت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں ۞ اس خدا داد شوکت پہ لاکھوں سلام
کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی ۞ آنکھوں والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام
میرے اُستاد ماں باپ بھائی بہن ۞ اہل وُلد و عشیرت پہ لاکھوں سلام
ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں ۞ شاہ کی ساری اُمت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور ۞ بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا ۞ مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام